بانی
شیخ التفسیر
حضرت مولانا
احمد علی
رحمۃ اللہ علیہ

ہفت روزہ خدام الدین

لاہور
پاکستان

رئیس ادارہ
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور
ایڈیٹر
مجاہد الحسینی

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور کی گرفتاری

(الحاج حنیف رضا)

ہر دور کے دیوانوں کا زنداں ہے ٹھکانہ
ہر دور کا مظلوم ہے ظالم کا نشانہ

ہر دور کے سقراط نے اک زہر پیا ہے
دہرایا ہے ہر دور نے کربل کا فسانہ

ہر دور نے مجبور کیا اہلِ وفا کو
ہر دور نے کم ظرفوں کو بخشا ہے خزانہ

ہر دور میں معتوب ہوئی روحِ آزادی
ہر دور کے احرار کا دشمن ہے زمانہ

ہر دور میں محفوظ رہا "قصرِ جماعت"
آفات نے روندا ہے فقیروں کا ٹھکانہ

ہر دور میں للکارا ہے جابر کو جنہوں نے
گایا ہے سرِ دار شجاعت کا ترانہ

ہر دور کے جمہور ہے سادہ و معصوم
ہر دور کے آمر نے تراشا ہے بہانہ

ہر دور کے سلطان نے لگایا ہے یہ نعرہ
"سلطانیِ جمہور کا آتا ہے زمانہ"

جو نقشِ کہن تم کو نظر آئے مٹا دو

مطبوعات انجمن خدام الدین

قیمت
فی شمارہ
۴۰ پیسے

۲۱ ستمبر ۱۹۷۳ء
۲۲ شعبان المعظم ۱۳۹۳ھ

جلد نمبر
۱۹
شمارہ نمبر
۱۷

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ۔ (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دعا عبادت کا مغز اور جوہر ہے۔

تشریح عبادت کی حقیقت ہے اللہ کے حضور میں خضوع و تذلل اور اپنی بندگی و محتاجی کا مظاہرہ اور دعا کا جزو و کل اور اوّل و آخر اور ظاہر و باطن یہی ہے۔ اس لیے دعا بلاشبہ عبادت کا مغز اور جوہر ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ شَیْءٌ عَلَی اللّٰہِ مِنَ الدُّعَاءِ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے یہاں کوئی چیز اور کوئی عمل دعا سے زیادہ عزیز نہیں ہے۔

تشریح جب یہ معلوم ہو چکا کہ دعا عبادت کا مغز اور جوہر ہے اور عبادت ہی انسان کی تخلیق کا اصل مقصد ہے تو یہ بات خود بخود متعین ہو گئی کہ انسانوں کے اعمال و احوال میں دعا ہی سب سے زیادہ محترم اور قیمتی ہے اور اللہ تعالےٰ کی رحمت و عنایت کو کھینچنے کی سب سے زیادہ طاقت اسی میں ہے۔

دعا کا مقام اور اس کی عظمت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ فُتِحَ لَہٗ مِنْکُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَہٗ اَبْوَابُ الرَّحْمَۃِ وَمَا سُئِلَ اللّٰہُ شَیْئًا یَعْنِیْ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ اَنْ یُّسْاَلَ الْعَافِیَۃَ (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جس کے لیے دعا کا دروازہ کھل گیا۔ اس کے لیے رحمت کے دروازے کھل گئے ــــ اور اللہ کو سوالوں اور دعاؤں میں سب سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ بندے اس سے عافیت کی دعا کریں ــ یعنی کوئی دعا اللہ تعالیٰ کو اس سے زیادہ محبوب نہیں۔

تشریح عافیت کا مطلب یہ ہے کہ تمام دنیوی و اخروی اور ظاہری و باطنی آفات اور بلیات سے سلامتی و تحفظ ــــ تو جو شخص اللہ تعالےٰ سے عافیت کی دعا مانگتا ہے وہ برملا اس بات کا اعتراف اور اظہار کرتا ہے کہ اللہ کی حفاظت اور کرم کے بغیر وہ زندہ اور سلامت بھی نہیں رہ سکتا اور چھوٹی یا بڑی مصیبت اور تکلیف سے اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا۔ پس ایسی دعا اپنی کامل عاجزی اور بے بسی اور سراپا محتاجی کا مظاہرہ ہے اور یہی کمال عبدیت ہے۔ اس لیے عافیت کی دعا اللہ تعالےٰ کو سب دعاؤں سے زیادہ محبوب ہے۔

دوسری بات اس حدیث میں یہ فرمائی گئی ہے کہ جس کے لیے دعا کا دروازہ کھل گیا۔ یعنی جس کو دعا کی حقیقت نصیب ہو گئی اور اللہ سے مانگنا آ گیا اس کے لیے رحمت الٰہی کے دروازے کھل گئے۔

دعا دراصل ان دعائیہ الفاظ کا نام نہیں ہے جو زبان سے ادا ہوتے ہیں۔ ان الفاظ کو تو زیادہ سے زیادہ دعا کا لباس اور قالب کہا جا سکتا ہے۔ دعا کی حقیقت انسان کے قلب اور اس کی روح کی طلب اور تڑپ ہے۔ اور حدیث پاک میں اس کیفیت کے نصیب ہونے ہی کو باب دعا کے کھل جانے سے تعبیر کیا گیا ہے اور جب بندے کو وہ نصیب ہو جائے تو اس کے لیے رحمت کے دروازے کھل ہی جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نصیب فرمائے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَسْاَلِ اللّٰہَ یَغْضَبْ عَلَیْہِ۔ (رواہ الترمذی)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو اللہ سے نہ مانگے اس پر اللہ تعالےٰ ناراض ہو جاتا ہے۔"

دنیا میں کوئی نہیں جو سوال نہ کرنے سے ناراض ہوتا ہو۔ ماں باپ تک کا یہ حال ہوتا ہے کہ اگر بچہ ہر وقت مانگے اور سوال کرے تو وہ بھی چڑ جاتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث نے بتایا کہ اللہ تعالےٰ رحیم و کریم اور اتنا مہربان ہے کہ جو بندہ اس سے نہ مانگے وہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے اور مانگنے والے پر اسے پیار آتا ہے۔ اس سے پہلے آپ حدیث پڑھ چکے ہیں کہ اللہ کی نگاہ میں بندے کا سب سے عزیز اور قیمتی عمل دعا اور سوال ہے۔ لَکَ الْحَمْدُ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَیَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَلُوا اللّٰہَ مِنْ فَضْلِہٖ فَاِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ یُّسْاَلَ وَاَفْضَلُ الْعِبَادَۃِ اِنْتِظَارُ الْفَرَجِ (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ سے اس کا فضل مانگو (یعنی دعا کرو کہ وہ فضل و کرم فرمائے) کیونکہ اللہ کو یہ بات محبوب ہے کہ اس کے بندے اس سے دعا کریں اور مانگیں۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے کرم سے امید رکھتے ہوئے اس بات کا انتظار کرنا کہ وہ بلا اور پریشانی کو اپنے کرم سے دور فرمائیگا اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے (کیونکہ اس میں عاجلانہ اور سائلانہ طور پر اللہ تعالےٰ کی طرف توجہ ہے)

دعا کی مقبولیت اور نافعیت

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الدُّعَاءَ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ یَنْزِلْ فَعَلَیْکُمْ عِبَادَ اللّٰہِ بِالدُّعَاءِ۔

(رواہ الترمذی و رواہ احمد عن معاذ بن جبل)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دعا کارآمد اور نفع مند ہوتی ہے ان حوادث میں بھی جو نازل ہو چکے ہیں اور ان میں بھی جو ابھی نازل نہیں ہوئے۔ پس اے خدا کے بندو! دعا کا اہتمام کرو۔ جامع ترمذی

(اور امام احمد نے مسند میں اس حدیث کو بجائے عبداللہ بن عمر کے معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے)

تشریح مطلب یہ ہے کہ جو بلا اور مصیبت ابھی نازل نہیں ہوئی بلکہ اس کا صرف خطرہ اور اندیشہ ہے۔ اس سے حفاظت کے لیے بھی اللہ تعالےٰ سے دعا کرنی چاہیے انشاء اللہ نفع مند ہوگی اور جو بلا یا مصیبت نازل ہو چکی ہے اس کے دفعیہ کے لیے بھی دعا کرنی چاہیے انشاء اللہ وہ بھی نافع ہوگی۔



۲۱ ستمبر سنہ ۱۹۷۳ء
۲۲ شعبان المعظم سنہ ۱۳۹۳ھ

جلد ۱۹ — شمارہ ۱۷

مندرجات

رئیس الادارہ
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
مجاہد الحسینی

نیپام بم — اور حشیش

ہپی طرزِ بود و باش خلافِ قانون قرار دیا جائے

لیبیا کے صدر قذافی نے تیسری دنیا سے اپیل کی ہے کہ منشیات کی پیداوار پر مکمل پابندی عاید کی جائے انہوں نے کہا کہ سامراجی طاقتیں عوام کو منشیات کا عادی بنا کر ان کے مفادات کے خلاف کام کر رہی ہیں۔ میرے نزدیک نیپام بم اور حشیش میں قطعاً کوئی فرق نہیں ہے۔ ان دونوں کا کام انسانی دنیا خصوصاً عربوں کو ابتر حالت سے دوچار کر کے اسرائیل کے عزائم کو کامیاب بنانا ہے۔ جبکہ اسرائیل بھاری مقدار میں حشیش عرب ممالک میں سمگل کر کے عربوں کو منشیات کا عادی بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے تاکہ عرب جنگ کی صلاحیتوں یا دشمن کا مقابلہ کرنے کی قوت سے محروم ہو جائیں۔ اسرائیل وہی حربے استعمال کر رہا ہے جو برطانیہ نے چین کے خلاف کیے تھے —!

کرنل قذافی نے عربوں کو جس سامراجی سازش سے خبردار کیا ہے وہ بروقت ہے۔ یہ صرف عربوں کا مسئلہ ہی نہیں پورے دنیائے اسلام اس مرض میں بڑی تیزی کے ساتھ مبتلا ہو رہی ہے۔ خاص طور سے پاکستان میں منشیات کا کاروبار وسیع تر ہو رہا ہے اور جب سے یورپی ہپی بد معاش اور اخلاق باختہ نوجوان لڑکے لڑکیاں پاکستان میں آئی ہیں اس وقت سے ہماری نوجوان نسل بالکل مفلوج ہو کر رہ گئی ہے۔

ہپیوں کی دیکھا دیکھی ہمارے فرزندانِ اسلام کا حلیہ بگڑ گیا ہے اور منشیات کا بری طرح انہیں عادی بنا دیا گیا ہے۔ اسکے تحت جذبہ جہاد ختم ہو رہا ہے اور نوجوان نسل اپنے لباس، جسمانی حالت اور ہیئتِ کذائی کے اعتبار سے "مردہ اور بے ہوش" دکھائی دے رہی ہے۔

کرنل قذافی نے اگرچہ عربوں کو خبردار کر کے اسرائیل کے خلاف جہاد کے لیے تیاری کے لیے تلقین کی ہے — مگر اس سے براہ راست دوسری اسلامی دنیا بھی متاثر ہو رہی ہے اور یورپ نے صرف عربوں میں ہی منشیات کی مہم نہیں چلائی ہے دوسری اسلامی دنیا میں بھی ان کا طریقِ واردات یہی ہے اس لیے دنیائے اسلام کے نوجوانوں کو یورپ کی اس مکروہ مہم اور خطرناک سازش سے خبردار رہنا چاہیے اور ہپی طرز بود و باش کو ملکی اور ملی مفاد کے پیش نظر خلاف قانون قرار دینا چاہیے ارباب اقتدار نے اگر حالات کی نزاکت اور قوم کی ناگفتہ بہ حالت کا اندازہ نہ لگایا اور نوجوان نسل کی شجاعت و بہادری اور شرافت وحیا کے زیور سے آراستہ نہ کیا تو اس قوم اور اس ملک کا مستقبل سخت مخدوش اور خطرناک صورت اختیار کر جائیگا۔

پاکستان کے وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو ہمہ وقت نئے پاکستان کا تذکرہ کیا کرتے ہیں اگر واقعی وہ اس مملکت کو نئے سرے سے استوار کرنا چاہتے ہیں اور انقلاب

> اور — جانشین شیخ التفسیر
>
> ### حضرۃ مولانا عبید اللہ انور
>
> ### بھی گرفتار کر لیے گئے
>
> لاہور۔ ۱۴ ستمبر۔ حکومت کی طرف سے مخالف سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں اور کارکنوں کی گرفتاریوں کے سلسلہ میں آج شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند ممتاز عالم دین اور روحانی پیشوا حضرت مولانا عبید اللہ انور امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب و سینئر نائب صدر متحدہ جمہوری محاذ پنجاب کو بھی جامع مسجد شیرانوالہ سے نماز جمعہ کے بعد بغیر وجہ بتائے اور وارنٹ گرفتاری دکھائے گرفتار کر لیا گیا۔ پولیس حضرت مولانا کو ایک ٹیکسی کار میں بٹھا کر لے گئی تاحال یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ مولانا عبید اللہ انور کو کیوں گرفتار کیا گیا ہے اور انہیں کس جگہ رکھا گیا ہے۔

برپا کرنے کے خواہشمند ہیں تو اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلامی اخلاق و کردار کا انقلاب برپا کریں — اور "ہپی ازم" کے اخلاق باختگی اور بے غیرتی و بے حیائی سے ملک و ملت کو نجات دلانے کے لیے اسے خلاف قانون قرار دیا جائے۔

مجاہد الحسینی
۲۳-۹-۱۹۷۳

● انڈونیشیا میں

مختلف مذاہب کے مابین شادیوں کا جواز

رائٹر کی خبر کے مطابق انڈونیشیا کے صدر سوہارتو نے مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے مابین شادیوں کی اجازت سے متعلق مسودہ قانون پر علماء کے اس اعتراض کو مسترد کر دیا ہے کہ یہ قانون غیر اسلامی ہے۔

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میں آئندہ جمعہ تک صحیح

ظلم کے خلاف آواز بلند نہ کرنا بجائے خود ظلم ہے

غریب عوام کو دکھوں سے نجات دلانے کی کوشش کرنا ہمارا دینی فریضہ ہے

گرفتاری سے پہلے جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور کی تقریر

لاہور ۱۳ ستمبر۔ جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب اور متحدہ جمہوری محاذ کے سینئر نائب صدر نے کہا ہے کہ ظلم و ناانصافی کے خلاف آواز بلند نہ کرنا بجائے خود ظلم ہے۔ ملک کے غریب اور مظلوم عوام کو مصائب اور دکھوں سے نجات دلانے اور ان کے بنیادی حقوق بحال کرانے کے لیے جد و جہد کرنا ہمارا دینی اور ملی فریضہ ہے۔

مولانا عبید اللہ انور اپنی گرفتاری سے چند لمحے قبل جامع مسجد شیرانوالہ میں عوام سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا آج مہنگائی، بے روزگاری اور ظلم و استحصال کے جس سیاہ دور سے عوام گزر رہے ہیں۔ اس سے قبل انہیں کبھی ایسی صورتِ حال سے واسطہ نہیں پڑا تھا۔ اس موقعہ پر لوگوں کو اپنے حقوق حاصل کرنے کی ترغیب دینے اور برسرِ اقتدار طبقہ کی زیادتیوں کے خلاف احتجاج کرنے والے حق بجانب اور ملک و ملت کے صحیح خیر خواہ ہیں اور ان کی دفعہ ۱۴۴ کے تحت گرفتاریاں قطعی ناجائز ہیں۔ انہوں نے کہا ایک طرف صحیح بات کہنے والے چار یا پانچ افراد کو دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کے الزام میں گرفتار کیا جاتا ہے اور دوسری جانب ان پر حملہ آور ہونے والے بیسیوں افراد کو کچھ نہیں کہا جاتا۔ کیونکہ وہ برسرِ اقتدار پارٹی کے لوگ ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا جب قانون شکنی خود حکمران کرنے لگ جائیں تو پھر عوام سے کیسے توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ قانون کا احترام کریں۔ جب کہ ان سے اپنے حقوق کے لیے بات کرنے کا حق بھی چھین لیا گیا ہو۔

انہوں نے کہا جیلوں میں سیاسی رہنماؤں پر ایسا شرمناک تشدد کیا جا رہا ہے جو بدمعاشوں، سمگلروں، ڈاکوؤں اور غداروں پر بھی نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا حکومت کو جبر و تشدد کی پالیسی ترک کر دینی چاہیے اور سابقہ حکومتوں کی جابرانہ روایات پر عمل نہیں کرنا چاہیے ورنہ عوام پہلے کی طرح اٹھ کھڑے ہوں گے انہوں نے کہا جو لوگ ملک اور عوام کی بھلائی کے لیے تکالیف برداشت کر رہے اور تشدد سہہ رہے ہیں میں انہیں سلام کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا حکومت کو سول نافرمانی کی تحریک بزور طاقت کچلنے کی کوشش کرنے کی بجائے اپنے رویّہ میں تبدیلی پیدا کرنی چاہیے اور محاذ کے عوامی حقوق سے متعلق مطالبات کو تسلیم کر کے دانشمندی اور حب الوطنی کا ثبوت دینا چاہیے۔ مولانا عبید اللہ انور نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ متحدہ جمہوری محاذ کا بھرپور ساتھ دیں — اور حکومت کے ظالمانہ اقدامات پر خاموش رہنے والے مفاد پرست اور نام نہاد سیاسی اور مذہبی لیڈروں کے فریب میں نہ آئیں۔

صورت حال کی وضاحت کروں گا۔

انہوں نے علماء پر زور دیا کہ وہ مسودہ قانون پر تنقید سے گریز کریں جو پارلیمنٹ میں پیش کر دیا گیا ہے۔

دریں اثنا انڈونیشیا کے ایک جید عالم ایچ ایم سالس نے حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ اس مسودہ قانون کو مسترد کر دے کیونکہ اس سے اسلامی شعائر کی نفی ہوتی ہے۔ اور دہریوں کے ساتھ شادی بھی جائز قرار پاتی ہے۔ ایک اور عالم مسٹر حتا نے ایک بیان میں واضح کیا ہے کہ اگر پارلیمنٹ نے اس غیر اسلامی بل کو پاس کر دیا تو مسلمان اس کی پابندی نہیں کریں گے۔

انڈونیشیا کے سابق صدر حافظ عبدالرحیم سکارنو کے خلاف جن دنوں مہم جاری تھی اور پاکستان کی جماعت اسلامی اس کے مبینہ غیر اسلامی نظریات پر خوب تنقید کر کے انڈونیشیا کے خلاف نفرت و حقارت پیدا کر رہی تھی۔ ان دنوں ہم نے لکھا تھا۔ کہ جماعت اسلامی سامراجی مفادات کے تحفظ کے لیے یہ مہم چلا رہی ہے اور انڈونیشیا کے صحیح العقیدہ علماء کو کمیونسٹ اور دہریہ قرار دے کر انہیں مروانا چاہتی ہے چنانچہ وہاں یہی ہوا کہ عیسائی مشنریوں کے اشارے پر جلیل القدر علماء کو کمیونسٹ اور سوشلسٹ قرار دے کر انہیں گولی کا نشانہ بنا دیا گیا اور ان کے تمام بڑے بڑے مدارس عربیہ کمیونسٹوں کی کمین گاہیں قرار دے کر بموں سے اڑا دیئے گئے۔ خیر — گذشت آنچہ گذشت۔ مسٹر سوئیکارنو کے بعد مسٹر سوہارتو برسر اقتدار آ گئے تو عام خیال تھا کہ نئے صدر خالصۃً اسلامی نظریات کی ترویج و اشاعت کریں گے۔ لیکن مندرجہ بالا خبر سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہاں اب اسلام کس قسم کا رائج کیا جا رہا ہے اور نئے حکمران جماعت بزور حکومت کس قسم کے قوانین رائج کرنے میں سرگرم عمل دکھائی دیتے ہیں۔

نئی صورت حال کے پیش نظر اور انڈونیشیا کے صدر کے غیر اسلامی تصورات و عقاید کو ملحوظ رکھ کر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ انڈونیشیا میں اسلام کا حلیہ بگاڑنے کے لیے حکومتی ذرائع پوری قوت کے ساتھ استعمال کئے جا رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جماعت اسلامی اس سلسلہ میں آج کیوں خاموش ہے۔؟

جماعت اسلامی سوئیکارنو کے "پنچ شیلا" کو تو خلاف اسلام قرار دے کر اسے بے دین اور کمیونسٹ ثابت کرنے کے لیے زمین و آسمان کے قلابے ملا رہی تھی۔ مگر سوہارتو صاحب کے اس نئے فرمان کے بارے میں کیا خیال ہے۔؟ کیا ایک مسلمان عورت کا نکاح غیر مسلم دہریے کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ اگر قرآن حکیم کی رو سے یہ جائز ہے تو پھر سوئیکارنو کے دور میں علماء کو کمیونسٹ قرار دلا کر ختم کرانے کی کیا ضرورت تھی؟ اور گذشتہ الیکشن کے زمانہ میں ان پاکستانی علماء کو سوشلسٹ کہہ کر بدنام کرنے کی مہم کیونکر جائز تھی؟ سوہارتو کے اس نئے فرمان کے بارے میں جماعت اسلامی کی خاموشی اس امر کی غماز ہے کہ اس کا مقصود زندگی ہی اپنے ذاتی مفادات کا تحفظ ہے اسلام کا نام بھی اپنی ضرورت کے لیے استعمال کرتی ہے۔

جہاں تک بین المذاہب شادی کی اجازت کا سوال ہے۔ انڈونیشیا کے قدامت پسند علماء ہی نہیں جدید نظریات کے حاملین بھی اسے خلافِ اسلام قرار دے رہے ہیں اور اسے تسلیم نہ کرنے کا اعلان کر رہے ہیں۔

رحیم یار خان میں مجلس ذکر

حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہٗ کے متوسلین اور دیگر حضرات کی اطلاع کے لیے تحریر ہے کہ جامع مسجد بلال رحمت کالونی نزد وائرلیس سٹیشن رحیم یار خان میں حضرت مولانا عبدالمجید صاحب خلیفۂ مجاز حضرت لاہوریؒ ہر جمعرات کو بعد از نماز مغرب مجلس ذکر کراتے ہیں اور جمعہ کو خطبہ بھی ارشاد فرماتے ہیں۔

حکیم بابا سلطان احمد کو صدمہ

جمعیۃ علماء اسلام ضلع لائلپور کے سالار اور حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص جناب حکیم بابا سلطان احمد کے تایا بابا جناب میاں علاول شب برات کی رات تقریباً نوے برس کی عمر میں چک حمانہ حبۃ الفالمیں اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میاں صاحب مرحوم شب زندہ دار نیک سیرت بزرگ تھے۔ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل دے۔ ادارہ خدام الدین بابا سلطان احمد کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ (ادارہ)

اجتماع جمعۃ المبارک ۷ر ستمبر ۱۹۷۳ء

اسلام نے الفت و پیار، عدل و انصاف کا راستہ بتایا ہے

غیر جمہوری اور غیر آئینی اقدامات سے امن قائم ہوگا نہ مسائل حل ہوں گے!!

جامع مسجد شیرانوالہ میں جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور کا خطاب

رپورٹ: عبدالرشید انصاری

الحمد للہ وکفی وسلامٌ علی عبادہٖ الذین اصطفٰی: اما بعد:

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کو کوثر دی پس اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے۔ بے شک آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان ہے۔"

محسن کا ممنون اور شکر گزار ہونا انسانی خاصہ ہے۔ احسان اور بھلائی کے جواب میں احترام و فرمانبرداری کا مظاہرہ کرنا انسانی فطرت ہے۔ اپنے محسن اور مربی سے دغا کرنے والے کو انسانی معاشرہ میں نفرت اور حقارت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ شرفاء اور باشعور لوگوں کے ہاں احسان فراموش کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔

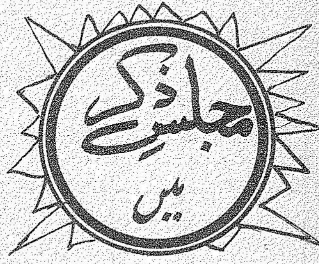
اللہ تعالےٰ محسن حقیقی اور منعم حقیقی ہیں۔ تمام نعمتیں اللہ تعالےٰ کی ہی مہیا کردہ ہیں۔ جن سے انسان ہر لمحہ اور ہر گھڑی مستفید ہوتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ خدائی نعمتوں کو استعمال میں لائے بغیر انسان کا زندہ رہنا ہی محال ہے۔ اس لیے انسان کو اللہ تعالےٰ کے احکام سے غافل رہنے اور نافرمانی کی راہ چلنے کی بجائے فرمانبرداری اور اطاعت شعاری کا پیکر بن جانا چاہیے۔ اس سے اللہ تعالےٰ کی رضا و خوشنودی حاصل ہوگی، رحمتوں کا نزول ہوگا اور انعامات میں اضافہ ہوگا۔ بصورت دیگر یعنی غفلت اور نافرمانی کی راہ اگر اختیار کر لی گئی تو جو نعمتیں ملی ہیں وہ بھی چھن جائیں گی اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا عذاب نازل ہوگا۔ سورۃ الکوثر کی تعلیمات میں یہ بات بڑی نمایاں ہے۔

خدائے ذوالجلال نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ (بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی) اس احسان عظیم پر چاہیے کہ آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور اس کی راہ میں قربانی کریں۔ اس شکر گزاری پر آپ کی قدر و منزلت پوری کائنات میں ہوگی۔ اور آپ کا دشمن بالآخر ایسا ذلیل و رسوا ہوگا کہ اس کا نام و نشان تک مٹ جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ملک کے وہ بڑے بڑے رئیس اور مفاد پرست سرداران قبائل جنہوں نے اپنی چودھراہٹیں بچانے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ حق کے خلاف افرادی قوت اور مال و دولت کے تمام وسائل جھونک دیے تھے اور خدا کے پیغام پر ایمان لے آنے والوں پر اذیت رسانی کا کوئی ممکن موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے بالآخر ناکام ہوئے۔ حق و صداقت کو فتح نصیب ہوئی اور جھوٹی طاقت کو شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا۔ چودہ سو برس کا عرصہ گزر گیا۔ امتِ مسلمہ کو ہزارہا طوفانوں سے گزرنا پڑا۔ لیکن آج سطح ارضی پر آباد دنیا کے کسی ملک میں چلے جائیے اسلام کے نام لیوا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم المرسلینی پر ایمان رکھنے والے ہر جگہ موجود ہیں اور دوسری جانب پورے کفرستان کے ایک ایک گوشے کو دیکھیے۔ لیکن عتبہ و شیبہ، ابوجہل اور ابولہب کا کوئی ایک مداح اور نام لیوا کہیں نہیں ملے گا۔ اسی طریقہ سے پوری تاریخ انسانی کا مطالعہ کر لیجیے۔ طاقت اور صداقت میں جہاں کہیں بھی معرکہ آرائی ہوئی اہل صداقت کو ہمیشہ عزت و توقیر نصیب ہوئی ہے اور طاقت و اقتدار پر بھروسہ رکھنے والوں کو ہمیشہ ذلیل و رسوا ہونا پڑا ہے۔ اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہمیشہ اہل حق کے ساتھ رہی ہیں۔

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "الکوثر" سے مراد خیر کثیر یعنی قرآن مجید ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور جس کا فیض آپ کی وساطت سے پوری دنیا میں پھیلا اور تا قیام قیامت جاری رہے گا۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں آخرت میں اسی قرآن مجید سے دنیا حوض کوثر کی صورت میں استفادہ کرے گی۔ آخرت میں قرآن کریم کی مثالی صورت حوض کوثر ہوگی اور دنیا میں جتنا تعلق جس کسی کا قرآن مجید کے ساتھ رہا ہوگا آخرت میں اسی قدر حوض کوثر سے حصہ ملے گا۔ قرآن مجید سے جتنا زیادہ تعلق مضبوط ہوگا اللہ تعالےٰ کی رضا و خوشنودی اتنی ہی زیادہ نصیب ہوگی اور اتنا ہی مرتبہ و مقام بھی بلند تر ہوگا۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ اپنے ہر شعبۂ زندگی میں قرآنی احکام کو نافذ کریں۔ قرآنی تعلیمات کی رُو سے جن کاموں کے کرنے کا حکم ہے وہ کرنے لگ جائیں اور جن سے روکا گیا ہے ان سے رُک جائیں، قرآنی احکام پر اسی طریقہ سے عمل کریں جس طریقہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ سے ثابت ہے وہ باہمی معاملات ہوں یا عبادات، کاروبار معیشت ہو یا نظام مملکت۔ غرضیکہ انسانی زندگی کے ہر پہلو کو اگر قرآن کے تابع کر دیا جائے۔ تو ہماری اجتماعی مشکلات کا آج ہی خاتمہ ہو سکتا ہے اور پاکستانی قوم دنیا میں ایک عظیم اور باوقار مقام حاصل کر سکتی ہے۔

لیکن آج ہم جس ڈگر پر چل پڑے ہیں یہ تشتت افتراق، ذہنی انتشار اور بے یقینی کا راستہ ہے حکمران طبقہ من مانی کرنے اور لوگوں کی مشکلات اور ان کے حقوق کے لیے اٹھنے والی ہر آواز کو بزور طاقت دبا دینے پر اتر آیا ہے۔ سیاسی مخالفین کی بات سن کر صحیح بات کو مان لینے یا دلائل سے قائل کرنے کی بجائے "باز آجاؤ ورنہ نقصان اٹھاؤ گے" اور "جو ہاتھ ہمارے خلاف اٹھے گا وہ جسم کے ساتھ نہیں رہے گا" جیسی دھمکیوں سے اخبارات کے صفحات روزانہ سیاہ نظر آتے ہیں۔ ہٹ دھرمی اور ضد کے ساتھ ساتھ معاملہ فہمی کے فقدان نے ملک کو ان گنت مسائل سے دوچار کر دیا ہے۔ اس موقعہ پر تمام سیاسی جماعتوں اور لیڈروں کا فرض ہے کہ وہ آپس کے اختلافات اور جماعتی تعصبات کو بالائے طاق رکھ کر خلوص نیت کے ساتھ درپیش مسائل و مشکلات سے نجات حاصل کرنے کی فکر کریں۔ فضول نعرہ بازی اور ایک دوسرے کو خواہ مخواہ نیچا دکھانے کی کوششوں میں وقت ضائع نہ کریں اور حکمران جماعت کو

جاہیے کہ ملک میں سیاسی سرگرمیوں پر قدغن لگا کر اور اظہار رائے کے ذرائع سے دوسروں کو محروم کر کے ملک کی سیاسی فضا کو مکدر نہ کرے عوامی ضروریات پوری کرنے پر توجہ دے اور عوام کے جمہوری حقوق بحال کر دے۔ سیاسی مخالفین کو ملک کا دشمن اور غدار ثابت کرنے کی رسم بد یکسر ختم ہو جانی چاہیے۔ کیونکہ اس طریقہ سے پہلے ہی ملک کا بڑا حصہ ہم سے کٹ کر علیحدہ ہو چکا ہے۔ آج ایک طرف پنجاب اور سندھ کو سیلاب نے تباہ کر کے رکھ دیا ہے اور دوسری جانب سرحد اور بلوچستان کے بارے میں برسر اقتدار پارٹی نے وہی رویہ اختیار کر رکھا ہے جو یحییٰ خاں جیسے دشمن عقل و فراست نے مشرقی پاکستان کے بارے میں اختیار کیا تھا۔ عوام کے منتخب لیڈروں کو جیلوں میں بند کر کے وہاں غیر نمائندہ لوگوں کو عوام پر مسلط کر دیا گیا ہے۔ اس باشعور اور ترقی یافتہ دور میں اتنی بڑی ناانصافی کو کسی علاقے کے لوگ بھی تسلیم نہیں کر سکتے۔ اس لیے ایسے غیر جمہوری اقدامات سے ملک میں نہ امن ہو سکتا ہے اور نہ ہی مسائل پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ اسلام نے ہمیں جو راستہ بتایا ہے وہ محبت و پیار اور عدل و انصاف کا راستہ ہے۔ اس سے پہلے کہ باہمی نفرت و عداوت اور ظلم و ناانصافی ہمیں بالکل تباہ کر دے اپنے کردار و اعمال کا ہمیں خود محاسبہ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دین و شریعت کے مطابق زندگیاں ڈھال کر قرآن و سنت سے اپنا تعلق مضبوط سے مضبوط تر کرنا چاہیے تاکہ دنیا و آخرت کی ہماری دونوں زندگیاں سنور جائیں۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔



رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط

مومن دونوں جہانوں کی بھلائی کا طلبگار ہے

۶ ستمبر ۱۹۷۳ء

آخرت کے لیے ایمان و عمل کے پودے کی پرورش اور حفاظت کرو!

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ کا خطاب

— ترتیب —
عبدالرشید انصاری

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِیْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ۝

(البقرہ آیت ۲۰۱-۲۰۲)

ترجمہ: اور بعض یہ کہتے ہیں اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں نیکی اور آخرت میں بھی نیکی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ان کی کمائی کا حصہ ملتا ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

مومن اور مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کی بھلائی کا بھی طلبگار رہتا ہے کافر کے لیے صرف دنیا ہے وہ یہاں جو چاہے کرے۔ اپنے آرام و راحت، بیوی بچوں کی بہبود اور اپنے مال و کاروبار میں اضافہ کے لیے جائز و ناجائز جو طریقے چاہے اختیار کرے۔ اُس کی اس جد و جہد میں کسی دوسرے انسان کا حق غصب ہو، کسی کو نقصان پہنچے یا کسی کی جان چلی جائے۔ لیکن وہ اپنے دنیاوی مقصد کے حصول میں کامیاب ہو جائے تو اسے بہرحال خوشی ہو گی۔ اور لوگوں کے طعن و ملامت کا بھی ممکن ہے اسے اثر نہ ہو کیونکہ مابعد الموت خدا کے ہاں بازپرس کا اسے خوف نہیں۔ اس کا ایمان و یقین دنیا کی غیر یقینی زندگی تک ہی محدود ہے۔ اس لیے اس کی ہر سوچ و فکر اور ہر فعل و عمل کا نتیجہ اور مقصد دنیا اور صرف دنیا ہی ہو سکتی ہے۔

لیکن وہ خوش قسمت انسان جس کی فکر و سوچ آخرت کی نہ ختم ہونے والی زندگی پر مرکوز ہو خدا کی بارگاہ میں حاضری، قبر اور قیامت کے معاملات اور دنیا کی زندگی میں کیے ہوئے اعمال کے متعلق جوابدہی پر اس کا ایمان ہو، ایسے باہوش اور فکرمند شخص کی زندگی کا ہر لمحہ اور گوشہ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً کی صداؤں سے گونج اٹھتا ہے۔ اس کا کوئی قدم دنیا کی جانب اٹھے بھی تو فی الحقیقت مقصود آخرت ہی ہو گی۔ وہ دنیا میں بہتر وسائلِ حیات تلاش کرے گا اور اقتصادی و معاشی مشکلات سے نجات کی راہ ڈھونڈے گا اور اس کا اسے حق بھی ہے۔ کیونکہ یہ زمین اور اس میں جو ہے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے پیدا کیا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ق

ترجمہ: (اے نسل انسانی) اللہ وہ ہے جس نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لیے پیدا کیا ہے۔

بلاشبہ مسلمان کا مقصود آخرت ہے وہ آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتا ہے اور دنیاوی نفع کو آخرت کے نفع پر قربان کر دیتا ہے۔ لیکن اسلام نے اس کو دنیا ترک کر دینے اور اسے دشمنوں کی جھولی میں ڈال دینے کی اجازت نہیں دی اس لیے غیر مسلم اقوام پر زندگی کے مختلف میدانوں میں تفوق برتری حاصل کرنے کی کوشش کرنا مسلمانوں کا اجتماعی فریضہ ہے۔

سورۃ البقرۃ کی ان دونوں آیات وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ تا وَاللّٰهُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ کی تشریح حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت مختصر مگر جامع ترین الفاظ میں یوں فرمائی کہ:

"وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے علاوہ فلاح دنیا بھی مطلوب ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور دنیا میں عزت پانے کے فقط یہ لوگ مستحق ہوں گے۔"

اور شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت کے ساتھ تحریر فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے اور اس سے دعا مانگنے والے بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جن کا مطلوب صرف دنیا ہے۔ ان کی دعا یہی ہے کہ ہم کو جو کچھ دولت و عزت وغیرہ دی جائے دنیا ہی میں دے دی جائے۔ سو یہ لوگ تو آخرت کی نعمتوں سے بے بہرہ ہیں۔ دوسرے وہ کہ طالبِ آخرت ہیں جو دنیا کی خوبی یعنی توفیقِ بندگی وغیرہ اور آخرت کی خوبی یعنی ثواب اور رحمت و جنت کو طلب کرتے ہیں۔ سو ایسوں کو آخرت میں ان کے حج اور دعا جملہ حسنات سے

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

سبھی سے سخن درد و سوز و نیاز و نیاز
ہوئے ہیں ادا اس پہ ترتیب مشاہداتِ حجاز

مشاہداتِ حجاز (۱۹)

مجاہد الحسینی



مزارِ حضرت حوّا علیہا السلام کی زیارت

سعودی عرب میں پاکیزگی اور طہارت کے سکون افزا مناظر

عرب صحافیوں سے ملاقات ، عربی اخبارات و رسائل کے دفاتر کا معائنہ

نماز فجر کے بعد مولانا محمد سعید کی رفاقت میں سیر و سیاحت اور چہل قدمی کا پروگرام ہوتا۔ اور اکثر ہم دونوں فندق قصر القریش سے نکل کر باہر سمندر کی جانب چلے جاتے۔ جدہ سے مدینہ طیبہ کو جانے کا راستہ بھی یہی ہے۔ سعودی عرب کا دفتر امور خارجہ بھی آج کل اسی سڑک پر واقع ہے۔ نہایت پرفضا علاقہ ہے۔ جدہ کی خوبصورت بلند و بالا بلڈنگوں اور جدید طرز کی عمارتوں کا مرکز بھی یہی ہے۔ قریب ہی حضرت حوّا علیہا السلام کا مزار ہے۔ انھی کی مناسبت سے سعودی عرب کے اس شہر کا نام جدہ رکھا گیا ـــ یعنی (دادی اماں)

حضرت حوّا علیہا السلام کا مزار کچی اینٹوں کی ایک وسیع چار دیواری کے اندر واقع ہے جس کا صرف ایک دروازہ ہے اور وہ بھی ہر وقت بند رہتا ہے صرف باہر دروازے پر کھڑے ہو کر ہی قبر کی زیارت اور فاتحہ خوانی کی جا سکتی ہے اس وسیع احاطے کے درمیان میں حضرت حوّا علیہا السلام کی کچی قبر کے ساتھ کچھ دوسری کچی قبریں بھی دکھائی دیتی ہیں۔ سعودی حکومت کی جانب سے چونکہ قبروں کی تاریخی حیثیت کے بارے میں معلومات فراہم کرنے کا نہ تو کوئی انتظام ہی ہے اور نہ ہی وہ اسے مناسب خیال کرتی ہے۔ اس لیے قبرستان پر موجود خدام سے دریافت کرنے پر بھی وہ کوئی خاص رہنمائی نہیں کرتے۔ حضرت حوّا ؑ کے اس قبرستان کے سامنے قہوے کی دکانیں ہیں۔ ایک دوکان کا عنوان ہی مقہی الحوّا " رکھا گیا ہے۔

● صاف ستھری اور پاکیزہ سرزمین

جدہ کی سڑکیں اور چوک بڑے خوب صورت ہیں۔ جگہ جگہ خوشنما پودے، پھولوں کے گلدستے، سرسبز و شاداب درختوں کے مناظر عام ہیں۔ شہر کو ہر طرح سجانے اور خوب سے خوب تر بنانے کی کوششیں جاری ہیں۔ جگہ جگہ آپ کو اس طرح کے بورڈ آویزاں دکھائی دیں گے۔ ملکی مصنوعات کے اضافے کے لیے

(۱) اسجع مصنوعات الوطنیۃ فان الوطن اولی بمالک

(۲) صحت و صفائی کا خیال رکھنے، اور مکھیوں سے پرہیز کے لیے کہ وہ تمہاری دشمن ہے اور بیماریاں پیدا کرنے کا موجب

الذباب عدوک - الذباب یتولد الامراض۔

(۳) النظافۃ من الایمان۔ کہ صفائی اور ستھرائی ایمان کی نشانی ہے۔

اور یہ ایک بیّن صداقت ہے کہ سعودی عرب درحقیقت طہارت و پاکیزگی اور صفائی ستھرائی کا دوسرا نام ہے - کیوں نہ ہو - پوری دنیا کے انسانیت کو زندگی کے ظاہری و باطنی تمام پہلوؤں میں اگر پاکیزگی اور نظافت نصیب ہوئی ہے تو اس سرزمین مقدس سے یہ پوری سرزمین " النظافۃ من الایمان " کا پیکر جمیل دکھائی دیتی ہے۔

مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں صحت و صفائی کے لیے سب سے زیادہ اہتمام ہوتا ہے آپ کسی مقام پر بھی چلے جائیں پورے شہر میں ہلکی ہلکی خوشبو محسوس ہوگی جہاں پر حجاج کرام کا زیادہ ہجوم ہوتا ہے وہاں پر عود، صندل اور لوبان وغیرہ کا دھواں دے کر فضا کو معطر بنایا جاتا ہے اور اس کا وقفے وقفے کے بعد اعادہ کیا جاتا ہے۔

عام کاروباری لوگ خصوصاً گاڑیوں کے ڈرائیور کاغذی رومال ہمہ وقت اپنے پاس رکھتے ہیں اور اپنے ہاتھوں پر ادنیٰ میل بھی برداشت نہیں کرتے۔ صفائی اور پاکیزگی ان لوگوں کی عادتِ ثانیہ بن گئی ہے۔

● پانی صاف کرنے کا پلانٹ

جدہ میں ساحل سمندر پر پانی صاف کر کے اسے پینے کے لائق بنانے کا کارخانہ دیکھنے گئے تو وہاں پر پاکستانی انجینئروں سے ملاقات ہوئی۔ وہ حضرات نہایت محنت اور جانفشانی سے کام کر رہے ہیں۔ سعودی عرب میں پاکستانی انجینئروں کی بڑی قدر و منزلت ہے! ہم نے وہاں محسوس کیا اگر پاکستان کے تاجر حضرات بھی پوری دیانتداری اور ملکی و قومی عزت و عظمت کا پورا پورا خیال رکھ کر تجارت کریں اور مال سپلائی کرنے میں خیانت کی بجائے امانت کو شعار بنائیں تو وہاں پر نہ صرف قدر و منزلت میں اضافہ ہو سکتا ہے بلکہ ایک بڑی بین الاسلامی تجارتی منڈی بھی ہاتھ آ سکتی ہے۔

بہرحال پاکستانی انجینئروں سے مل کر واقعی خوشی ہوئی اور انہوں نے اپنی کارکردگی کو نہایت فخریہ انداز میں پیش کیا۔ پانی صاف کرنے کے اس کارخانے کے کارپردازوں نے بتایا کہ عوام کو پانی بلاقیمت سپلائی کیا جاتا ہے اور ہمارے ملک کی طرح پانی سپلائی کے نہ تو میٹر لگے ہوتے ہیں اور نہ ہی ماہانہ " واٹر ٹیکس " وصول کیا جاتا ہے۔ جدہ میں اور بہت سے کارخانے بھی قائم ہیں۔ موبل آئل ڈرموں میں بھرنے کا کارخانہ اور سیمنٹ فیکٹری قابل دید ہیں۔

● سعودی عرب کے اخبارات و رسائل

جدہ میں مختلف عربی اخبارات و رسائل کے دفاتر کا معائنہ کرنے اور عرب صحافیوں سے ملاقات کا بھی موقع ملا۔ سعودی عرب کے کثیر الاشاعت روزنامہ المدینہ کے مدیر محترم السید عثمان حافظ سے ملاقات کر کے اور المدینہ کا دفتری نظم و ضبط، مطبع میں طباعت کی جدید ترین مشینری اور المدینہ کی خوبصورت ترتیب و اشاعت سے ہم بے حد متاثر ہوئے یہ اخبار پاکستانی مسائل میں گہری دلچسپی رکھتا ہے۔

المدینہ کے علاوہ البلاد، الریاض، عکاظ، الندوہ مکہ معظمہ کے مقبول روزنامے ہیں۔ ہفتہ وار جرائد میں سے مقبول ترین پرچہ الاسبوع ہے جس کا حج نمبر واقعی عربی صحافت کا ایک تاریخی شاہکار ہے۔ غرضیکہ تمام اخبارات کی پالیسی پاکستان دوستی پر مبنی ہے لیکن بایں ہمہ اس حقیقت کا اظہار بھی ضروری ہے کہ پوری

کلامِ اقبال اور قرآنِ حکیم

تحریر۔ وحید احمد طالب علم ایم اے اقتصادیات گورنمنٹ کالج، (لاہور)

اگر ہم اقبال کی تصنیفات پر نظر ڈالیں تو یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اقبال اپنے اندازِ فکر کے اعتبار سے شروع سے لے کر آخر تک تعلیماتِ قرآنی سے متاثر ہے قرآن کی تعلیمات کی جو تشریح و توضیح علامہ اقبال نے کی ہے وہ ان کے کلام میں جا بجا ملتی ہے۔ مثال کے طور پر ضربِ کلیم کی پانچویں نظم " لا الٰہ الا اللہ " کو لیجئے جو کہ وحدت پرستی اور بت شکنی کی روح سے معمور اور لبریز ہے

وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۔

اقبال نے اس مضمون کو اس طرح بیان کیا ہے۔

کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا
فریب سود و زیاں لا الٰہ الا اللہ

اسی طرح قرآن مجید کی آیت :

اِعْلَمُوْا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّ زِیْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۔ ترجمہ : تم جان لو کہ یہ دنیاوی زندگی لہو و لعب، ریاکاری اور بڑھ چڑھ کر باتیں بنانے اور مال و دولت کی ثروت میں الجھے رہنے کا نام ہے اور بس۔

اس مضمون کو علامہ اقبال نے اس طرح باندھا ہے۔

یہ مال و دولتِ دنیا یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم و گماں لا الٰہ الا اللہ

اسی طرح بالِ جبریل کی نظم " الارض للہ " اپنے موضوع، اندازِ فکر اور اندازِ بیان کے اعتبار سے تمام سورۃ واقعہ کی ان آیات کی تفسیر ہے۔

اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ۞ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ۞ اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ۞ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ۞

ترجمہ : جو بیج تم زمین پر بوتے ہو کیا تمہیں وہ نظر آتا ہے؟ پھر اس کی نشو و نما دینے والے تم ہو یا ہم ہیں؟ جو پانی تم پیتے ہو کیا تم اسے دیکھتے بھی ہو؟ اس پانی کو بادلوں سے لانے والے تم ہو یا ہم ہیں؟

اب ملاحظہ فرمایئے کہ مندرجہ بالا آیاتِ الٰہیہ کا سوالیہ اندازِ جوں کا توں نظم میں رکھا گیا ہے اور پھر طرزِ استدلال بھی کافی حد تک وہی نظر آتا ہے۔

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون؟
کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب؟
کون لایا کھینچ کر پچھم سے بادِ سازگار؟
خاک یہ کس کی ہے کس کا ہے یہ نورِ آفتاب؟
کس نے بھر دی موتیوں سے خوشۂ گندم کی جیب؟
موسموں کو کس نے سکھلائی ہے خوئے انقلاب؟

اس کے مطالعے سے اقبال کے قرآن میں انہماک اور ان کے گہرے غور و خوض کا پتہ پوری وضاحت کے ساتھ چل جاتا ہے۔ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ ۔ یہ قرآن کی ایک مشہور آیت جو مومنین کے بارے میں ہے کہ وہ کافروں پر سخت اور آپس میں رحم کرنے والے ہیں۔ علامہ اقبال نے اسی بات کو یوں بیان کیا ہے۔

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

اقبال محرک زندگی کے قائل ہیں وہ ایمان کے ساتھ ساتھ عمل بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔ فی الحقیقت صرف زبانی کلمۂ توحید پڑھ لینے سے آدمی مسلمان نہیں بن جاتا جب تک کہ صدقِ دل سے اقرار نہ کرے۔ وہ نورِ ایمانی کے لیے نورِ قلبی کی تلقین کرتے ہیں۔ اور اس کو شرطِ اولین قرار دیتے ہیں۔

خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

یاد رہے کہ مولانا روم نے بھی ایمان کی صداقت کے لیے نورِ قلبی پر زور دیا ہے۔

تازہ کن ایمان نہ از گفتِ زباں
اے ہوا را تازہ کردہ در نہاں

یعنی ایمان کو صدقِ دل سے تازہ کرو نہ کہ صرف زبانی قول سے۔ لیکن تم نے تو اپنے باطن میں خواہشاتِ نفس کو تازہ کر رکھا ہے۔ مولانا روم کی بنیادی تعلیم بھی جہادِ عمل اور عشقِ رسول ہے

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۔

بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنے نفسوں کو نہ بدلیں۔

اقبال نے اس بات کو کتنے خوب پیرائے میں بیان کیا ہے ؎

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

کائنات کے بارے میں یہ تصور ذہن میں لانا کہ اس کی تخلیق بے مقصد، فضول اور بے مصرف کی گئی ہے ایک نہایت ہی گھٹیا اور پراگندہ نظریہ ہے اور اس پر نص یہ ہے کہ ــ وَمَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا

یہ سب کچھ بے مقصد اور فضول پیدا نہیں کیا گیا۔

چنانچہ اس آیت کریمہ کا ترجمہ ہمیں اقبال ہی کے اس شعر میں ملتا ہے۔

تو ہما کا ہے شکاری ابھی ابتدا ہے تیری
نہیں مصلحت سے خالی یہ جہانِ مرغ و ماہی

شرک سے اجتناب

قرآن پاک نے شرک جیسے گھناؤنے اور عریاں جرم سے پاک رکھنے کے لیے جگہ جگہ تنبیہہ فرمائی ہے کہ اس سے بچو کہ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ۔ بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ تمہارا معبود صرف اور صرف اللہ ہے، وہ خالق و رازق ہے اور وہی حافظ و ناصر۔

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ

اور تمہارے واسطے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حمایتی اور مددگار نہیں ہے اگر تمہیں کوئی دکھ درد یا مصیبت پہنچے تو اس کے سوا کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تم سے بھلائی کرنا چاہے۔ تمہیں نفع پہنچانا چاہے تو بھی اس کے فضل و کرم کو کوئی روکنے والا نہیں۔

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری

اور

وہی سجدہ ہے لائقِ احترام
کہ جس سے ہو ہر سجدہ تجھ پر حرام

آہ! اے مردِ مسلماں تجھے کیا یاد نہیں
حرفِ لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ

مولانا روم نے بھی اسی بات کو کیا خوب کہا ہے۔

دست نے تا دست جنبانَد بدفع
نطق نے تا دم زند از ضر و نفع

یعنی کوئی طاقت نہیں جو اس کو روکنے کے لیے ہاتھ اٹھائے کوئی گفتار نہیں جو اس کے پہنچائے ہوئے نفع و نقصان پر دم مارے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ رضائے الٰہی اور اس کی عنایت کے بغیر رازِ حیات کا جاننا اور صراطِ مستقیم پر چلنا ناممکن بات ہے۔

وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۞ وَاللّٰهُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ۔

اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جس پر چاہتا ہے اپنا فضل و کرم کرتا ہے۔ انسان بالکل عاجز اور بے بس ہے۔

خرید سکتے ہیں دنیا میں عشرت پرویز
خدا کی دین ہے سرمایۂ غمِ فرہاد

یہاں ایک بات اور قابلِ فہم ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس انعام کا نزول اسی شخص پر ہوتا ہے جو راہِ ہدایت کا طالب ہو جس کے دل میں تلاشِ حق کی جستجو ہو اور جس کا سینہ نورِ قلبی سے منور ہو۔ اسی شخص کو نورِ ایمانی بھی میسر آتا ہے۔

دلِ زندہ و بیدار اگر ہو تو بتدریج
بندہ کو عطا کرتے ہیں چشمِ نگراں اور

اور آخر میں بنی اسرائیل کی یہ آیت کریمہ۔ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ۔ اور تمہیں اسرارِ کائنات کے بارے میں جو علم دیا گیا ہے وہ تو بہت تھوڑا ہے اور ...

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

سائنس اور نبوتؐ

سائنسدانوں کی تمام تر محرومی کا باعث نبوتؐ سے انحراف ہے، اس انحراف کا باعث جہل و غرور ہے

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

نبوتؐ کی عظمت

حالانکہ نبوت سے کٹ کر جس ترقی پر آج کی دنیا پھولی نہیں سماتی۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی نظر میں اس کی قیمت پرِ کاہ کے برابر بھی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

لو کانت الدنیا تعدل عند اللہ جناح بعوضۃ ما سقی کافراً منہا شربۃ۔ (مشکوٰۃ)

اگر اللہ کے نزدیک پوری دنیا کی قیمت مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو اس میں سے پانی کا ایک گھونٹ تک نہ دیتے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے سامنے آخرت کی لامحدود زندگی ہے جہاں کی نعمت و لذت اور راحت و آرام کا تصور بھی یہاں نہیں کیا جا سکتا۔ انسان کی کوئی چاہت ایسی نہیں جو وہاں پوری نہ کی جائے۔ اور کسی قسم کا غم اور اندیشہ ایسا نہیں جس کے لاحق ہونے کا خطرہ وہاں درپیش ہو۔ زندگی ایسی کہ موت کا احتمال تک نہیں، صحت ایسی کہ مرض کا اندیشہ تک نہیں۔ جوانی ایسی کہ پیری کا تصور تک نہیں۔ راحت ایسی کہ کلفت کا نام و نشان تک نہیں، سلطنت اتنی بڑی کہ اس کے مقابلہ میں یہ زمین و آسمان بمنزلہ مور کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ظاہر ہے جس کی آنکھوں کے سامنے آخرت کی یہ بے حد و نہایت زندگی اپنی تمام تر جلوہ افروزی و نعمت سامانی کے ساتھ پھیلی ہوئی ہو وہ ہماری مکروہات و حوادث سے بھرپور زندگی کو کھیل تماشہ سے تعبیر نہ کرے تو اس سے زیادہ صحیح تعبیر اور کیا ہو سکتی ہے؟ قرآن کریم نے بار بار یہ کہہ کر خوابیدہ انسانیت کو خوابِ غفلت سے چونکایا ہے۔

وما ہذہ الحیوٰۃ الدنیا الا لہو ولعب وان الدار الآخرۃ لہی الحیوان۔ لو کانوا یعلمون۔ (العنکبوت: ۶۴)

اور یہ دنیوی زندگی (فی نفسہٖ) بجز لہو و لعب کے اور کچھ بھی نہیں اور اصل زندگی عالم آخرت ہے اگر ان کو علم ہوتا تو ایسا نہ کرتے (کہ فانی میں منہمک ہو کر باقی کو بھلا دیتے اور اس کے لیے سامان نہ کرتے)۔ (بیان القرآن)

یہ لہو و لعب؟

چار پانچ سالہ بچہ اگر لکڑی کے چند ٹکڑے ادھر ادھر سے جمع کر کے اور انہیں کیف ما اتفق جوڑ کر "چاند گاڑی" بنا لے تو یہ کھیل اس کی ذہانت کی دلیل ہے اور اگر ابا میاں بھی صاحب بہادر کی نقالی میں اسی طرح کی "گاڑیاں" بنانے کو زندگی کا موضوع بنا لیں تو یہ ذہانت کی نہیں بلکہ دماغ چل نکلنے کی علامت ہے۔ آپ ننھے بچوں کو ریت اور مٹی کے گھروندے بناتے روزانہ دیکھتے ہیں اور اگر آپ کسی دن کسی "بڑے صاحب" کو یہی شغل فرماتے دیکھ لیں تو ان صاحب کے بارے میں آپ کی رائے کچھ اور ہو گی۔ کپڑوں کی کترنیں جمع کر کے گڑیاں بنانا ننھی بچیوں کا پسندیدہ مشغلہ ہے اور ان کی حوصلہ افزائی کے لیے کبھی ان کی امی جان بھی ان کی رہنمائی فرماتی ہیں لیکن اگر بیگم صاحبہ تمام کاموں کو چھوڑ چھاڑ کر گڑیوں کے کھیل ہی کو زندگی کا مشن بنا لیں تو علاج کی ضرورت ہے۔

دنیا کی دلفریبی

ٹھیک اسی طرح دنیا کی پوری زندگی اپنی دلفریبیوں اور فتنہ سامانیوں کے باوجود انبیاء کرام کی نظر میں ایک کھیل ہے اور جن لوگوں نے اسی کھیل کو اپنی زندگی کا واحد مقصد بنا لیا ہے جن کی ساری محنت اسی پر صرف ہو رہی ہے اور جو اسی کے لیے چلتے پھرتے اور جیتے مرتے ہیں وہ اگرچہ بزعم خویش بہت بڑے کارنامے انجام دے رہے ہیں نئی نئی ایجادیں کر رہے ہیں یا بڑی بڑی جمہوریتیں چلا رہے ہیں، مگر انبیاء کرام کے نزدیک ان کی انسانیت قابلِ علاج ہے۔ فرمایا گیا ہے :۔

قل ہل ننبئکم بالاخسرین اعمالاً الذین ضل سعیہم فی الحیوٰۃ الدنیا وہم یحسبون انہم یحسنون صنعاً۔ (الکہف ۱۰۳، ۱۰۴)

آپ (ان سے) کہیے کہ کیا ہم تم کو ایسے لوگ بتائیں جو کارناموں کے لحاظ سے سب سے زیادہ خسارے میں ہیں؟ (لو سنو!) یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کی کرائی ساری محنت (وہیں) ضائع ہو کر رہ گئی اور وہ (بوجہ جہل) اسی خیال میں ہیں کہ وہ (بڑا) اچھا کام کر رہے ہیں۔

انبیا کا دور

الغرض انبیاء کے دور میں خود ان کے ہاتھوں مادی ترقی کا نہ ہونے کی وجہ یہ نہیں کہ ان کا دور آج کے دور کی بہ نسبت معاذ اللہ تاریک اور غیر مہذب تھا اور انسانیت نے ارتقاء کی ابتدائی منزلیں ابھی طے نہیں کی تھیں بلکہ اس کا اصل سبب یہ ہے کہ ان کے بلند ترین منصب اور عظیم تر مشن کے مقابلہ میں مادیت کا یہ سارا کھیل بازیچۂ اطفال کی حیثیت رکھتا ہے۔ انبیاء کرام "ایٹم" کی دریافت کے لیے نہیں آتے بلکہ وہ اس ذاتِ عالی سے انسانیت کو آشنا کرتے ہیں جس کے ادنیٰ اشارہ "کن" میں ہزاروں ایٹم پوشیدہ ہیں، ان کی نگاہِ بلند صرف کائنات کے باہمی ربط میں کھو کر نہیں رہ جاتی بلکہ وہ اس پر غور کرتے ہیں کہ کائنات کا خالق کی قدرت سے کیا ربط ہے؟ ان کا موضوع چیزوں کی محنت نہیں ہوتا بلکہ انسان سازی کی محنت ہوتا ہے ان کے نزدیک ان جھینپڑوں کی کوئی اہمیت نہیں جن کو دنیا کے نابالغوں نے بڑی خوبصورتی سے الماریوں میں سجا رکھا ہے ان مٹی کے گھروندوں کی کوئی قیمت نہیں جن کو یہ نادان بچے نقش و نگار سے آراستہ کرتے ہیں اور دنیا کی ظاہری زرق برق میں ان کے لیے کوئی کشش نہیں جس پر یہ طفلان بے شعور ریجھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس کی اصل حقیقت کیا ہے؟ وہ ایک فنا پذیر تودہ خاک کے سوا کچھ نہیں اسی حقیقت کا اظہار بھی وہ ان الفاظ میں کرتے ہیں :۔

مالی وللدنیا وما انا والدنیا الا کراکب استظل تحت شجرۃ ثم راح وترکہا (مشکوٰۃ)

مجھے دنیا سے کیا واسطہ؟ اور میری اور دنیا کی مثال تو ایسی ہے کہ ایک راہرو کسی درخت کے سائے میں اترا، تھوڑی دیر سستایا، پھر اسے چھوڑ کر چل پڑا (اور پھر اسے دوبارہ وہاں لوٹ کر آنے کی نوبت کبھی نہیں آتی)

اور کبھی لوگوں کو اس حقیقت کبریٰ سے یوں آگاہ کرتے ہیں :۔

کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل وعد نفسک فی اہل القبور (بخاری)

دنیا میں ایسے رہو گویا تم یہاں چند روزہ مسافر ہو یا راہ نورد۔ اور یوں سمجھو کہ تم اہل قبور کی صف میں شامل ہو (آج نہیں تو کل تمہارا نام بھی پکارا جائے گا)

مابعد الطبیعیات سے اندھی بہری سائنس جس کے نزدیک کسی چیز کو تسلیم کرنے کے لیے اس کو مشاہدہ کے ہاتھ سے ٹٹول کر دیکھنا ضروری ہے، چونکہ اس حقیقت کے سمجھنے سے عاجز ہے اس لیے وہ "ایمان بالغیب" کے تمام سرمایہ نبوت کو ایک خندۂ استہزاء کی نذر کر دیتی ہے اور یہاں سے اس کی طفلانہ شقاوت کا آغاز ہوتا ہے۔

نبوتؐ سے انحراف کا نتیجہ

الغرض سائنسدانوں کی تمام تر محرومی کا باعث "نبوت" سے انحراف ہے اور اس انحراف کا باعث جہل و غرور ہے۔ اگر ان پر کائنات کی اندرونی حقیقت کھل جاتی تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ کائنات صرف یہی نہیں جس کا تعلق موت سے قبل

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

سرمایہ دارو! خدا کا خوف کرو!

تمہارے سرمایے سے بڑے بڑے محلات اور خوشنما کوٹھیاں تعمیر ہوتی رہیں

تمہاری خوابگاہوں میں رنگ برنگ قمقمے اور فانوس جگمگاتے رہے

مقدس مقامات کی زیارت کے بہانے تمہارا سرمایہ سمگلنگ کیلئے وقف رہا

لیکن تمہارے اپنے محلے میں غریبوں کے بچے بھوک سے بلبلاتے رہے ــــ اور

تنگ دست انسانوں کے ہاتھ اپنے ہی بچوں کی شہ رگ کے خون سے رنگین ہوتے رہے

راولپنڈی میں ایک مجبور انسان نے اپنی اولاد کو بیدردی کے ساتھ ذبح کر دیا

ایک لرزہ خیز ــــ ہولناک سانحہ

تحریر:- مجاہد الحسینی

پاکستان ــــ اس لیے قائم نہیں کیا گیا تھا کہ اس میں چند سرمایہ دار اپنی بھوک چورن سے بڑھاتے رہیں۔ اور غریب عوام بھوک سے نڈھال ایڑیاں رگڑ رگڑ کر دم توڑتے رہے ــــ!

پاکستان ــــ کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ چند انسان۔ ریشم و کمخواب میں لپٹے رہیں۔ اور غریبوں کی بیٹیاں چیتھڑوں سے بھی اپنا ناموس نہ ڈھانپ سکیں

عیش و عشرت کے متوالو! آنکھیں کھولو! اور خود ہی فیصلہ کرو! کہ اگر تم عیش و عشرت میں سرمست رہو ــــ اور تمہارا سرمایہ الّلے تللوں کی نذر ہوتا رہے اور تم اپنی تجوریوں پر سانپ بن کر بیٹھے رہو۔ تو ــــ قوم اور ملک کا کیا حال ہوگا ــــ؟

ــــ تم خود ہی غور کرو ــــ کہ پاکستان سے پہلے تمہاری حالت کیا تھی ــــ؟ اس خدا کو یاد کرو جس نے تمہارے لیے دولت و سرمایے کی فراوانی کی اور تمہیں وہ تمام نعمتیں عطا کیں جن کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے تھے! خدا کی نعمتوں کا شکرانہ یہ ہے کہ تم اپنا سرمایہ صرف اپنی ہی فلک بوس رہائش گاہوں پر ہی خرچ نہ کرتے رہو۔ اور انہی کی زینت و زیبائش میں منہمک نہ رہو۔ نئی نئی کاروں کے ماڈل ہی تبدیل نہ کرتے رہو۔ غریب اور بے وسیلہ انسانوں کی ضروریات کا بھی خیال رکھو۔

انہیں خوبصورت بلڈنگ نہ سہی سر چھپانے کا جھونپڑا تو دو۔! ان کی بیٹیوں کو ریشم نہ سہی ــــ تن ڈھانپنے اور ستر چھپانے کا معمولی کپڑا تو مہیا کرو ــــ!

تمہیں جو دولت خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے عطا کی ہے اس میں غریبوں، مفلوک الحال انسانوں مسافروں، یتیموں اور بیواؤں کا بھی حصہ ہے۔

سرمایہ دارو ــــ! خدا کا خوف کرو ــــ! ــــ اور

راول پنڈی میں رونما ہونے والے اس سانحے کا جائزہ لو! کہ ایک غریب اور بے وسیلہ انسان نے اپنے ہی لخت جگر اور اپنے ہی پیارے ننھے منے بچوں کو کیونکر ذبح کیا؟ اور ان کے شہ رگ کے خون سے اپنے ہاتھ کیوں رنگین کیے۔ راول پنڈی کے دلدوز سانحے کی تفصیلات یہ ہیں:-

عبدالعزیز نے مالک مکان کے رویّہ سے تنگ آکر اپنے بچوں کو ذبح کر دیا

میرے خاوند کا کوئی قصور نہیں۔
عبدالعزیز کی بیوی نثار بیگم کا بیان۔

راول پنڈی۔ ۱۱ر جولائی۔

مسلسل بے روزگاری اور بیماری کے ہاتھوں تنگ آکر اپنے جگر گوشوں کو ذبح کرنے، بیوی، خواہر نسبتی اور لڑکی کو زخمی کرنے کے الزام میں ماخوذ عبدالعزیز کو مجسٹریٹ درجہ اول سردار شوکت اقبال نے چودہ روز کے عدالتی ریمانڈ پر جیل بھیج دیا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ اس سلسلہ میں ڈاکٹروں کا ایک بورڈ قائم کیا جائے گا۔ جو طبی معائنہ کے ذریعے ملزم کے دماغی توازن کے بارے میں رپورٹ دے گا۔ ادھر آج ہسپتال میں گذشتہ روز کے دردناک سانحہ کے زخمیوں کو دیکھنے کے لیے عورتوں اور مردوں کا تانتا بندھا رہا۔ پردہ نشین عورتیں زخمیوں کو دیکھ کر زار و قطار روتی رہیں زخمیوں کے پاس ان کے کچھ رشتہ دار بھی موجود تھے، ملزم عبدالعزیز کی بیوی نثار بیگم اور بھانجی خالدہ نے بتایا کہ مالک مکان کے رویہ سے تنگ آکر میرے ماموں نے یہ قدم اٹھایا۔ مالک مکان پانچ ماہ تک کرایہ لیتا رہا اور گذشتہ دو ماہ سے اس نے کرایہ لینا بند کر دیا تھا۔ مالک مکان چاہتا تھا کہ وہ مکان خالی کر دیں کیونکہ اس کے خیال کے مطابق عبدالعزیز ٹی بی کے مریض ہیں وہ بھی کہیں اس مرض میں مبتلا نہ ہو جائے اس نے انہیں مکان چھوڑنے کے لیے تنگ کرنا شروع کر دیا۔ اور زینہ کا دروازہ جہاں بیت الخلا تھا مقفل کر دیا تاکہ وہ مجبور ہو کر مکان خالی کر دیں۔ علاوہ ازیں مالک مکان کی رپورٹ پر پولیس ایک ہفتہ تک تھانہ بلاتی رہی اور دو روز سے اسے مسلسل اتنا زدوکوب کیا کہ اس کے ہاتھ پاؤں سوج گئے۔ خالدہ نے بتایا کہ آج جب میں اپنے ماموں عبدالعزیز سے ملی تو انہوں نے بتایا کہ دراصل مجھے میری عورتوں کی عزت لوٹنے کی دھمکی دی گئی تھی اس تصور سے میں کانپ اٹھا۔ میرے جیتے جی ایسا ہو۔ یہ میری برداشت سے باہر تھا چنانچہ میں یہ اقدام کرنے پر مجبور ہو گیا۔ زخمی نثار بیگم نے بتایا کہ میرے خاوند کا کوئی قصور نہیں میں ایک اچھے گھرانے کی چشم و چراغ ہوں۔ میرے والدین نے میری شادی عبدالعزیز سے کی میں ہر حال میں اس کا ساتھ دیتی رہی ہوں۔ میرے شوہر کو مشرقی پاکستان میں ٹی بی ہو گئی مگر کسی نہ کسی طرح ہمارے دن گذر رہے تھے اگر مالک مکان کے کہنے پر ان کے ساتھ تشدد نہ کیا جاتا تو شاید وہ کبھی ایسا قدم نہ اٹھاتے۔ پولیس ہر روز انہیں تھانہ بلاتی اور بھوکا پیاسا بٹھائے رکھتی۔ پیٹ خالی ہونے کی وجہ سے انہیں کھانسی اٹھتی اور وہ خون تھوکتے رہتے ہر رات ڈھائی تین بجے تک انہیں تھانہ میں بٹھائے رکھا جاتا اور پھر گھر بھیج دیا جاتا جب وہ گھر واپس آتے تو اپنے بچوں وغیرہ کو بھوک سے بلکتے ہوئے دیکھتے تو اور بھی پریشان ہو جاتے۔ نثار بیگم نے بتایا کہ نہ تو انہوں نے کبھی چوری کی اور نہ انہوں نے بھیک جیسی لعنت کا طوق گلے میں ڈالا انہوں نے بیروزگاری اور فاقہ کشی اور پھر مالک مکان کے ظلم سے تنگ آکر سب کو ختم کر کے پھانسی کے تختہ پر چڑھ جانے کا پروگرام بنایا ہوگا۔ دریں اثنا ایک تجارتی ادارہ کے ملازم خواجہ احمد گل نے جو ۷ سو روپے جمع کیے تھے ان میں سے خون کی چار بوتلیں خرید کر اب تک مریضوں کو چڑھائی جا چکی ہیں اور ان کے علاج معالجہ کے اخراجات پورے کیے جا رہے ہیں۔ نثار بیگم اور ملزم کی کمسن سالی صوفیہ بیگم کی حالت خطرہ سے

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

اہلُ السنّت والجماعت کی صداقت وحقانیت (ایک علمی و تحقیقی مقالہ)

از: مولانا قاضی مظہر حسین صاحب، خلیفۂ مجاز شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالٰے عنہ نے ۲۴ سال خلفائے ثلاثہ حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت فاروق اعظمؓ اور حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے دورِ خلافتِ راشدہ میں گزارے اور ان حضرات سے کسی قسم کا کوئی نزاع نہیں کیا۔ اور ان کو خلفائے برحق سمجھ کر ان کی اقتدا میں نمازیں ادا کیں۔ اور ان سے ہر طرح کا تعاون کیا۔ جب خلیفہ راشد حضرت عثمانؓ کو سبائیوں نے اپنے گھر میں قرآن پاک پڑھتے ہوئے مدینہ منورہ میں شہید کیا۔ اور حضرت علی المرتضیٰؓ کو خلیفہ بنایا گیا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور والیٔ شام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰے عنہ نے حضرت علیؓ سے حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کے قصاص (خون کا بدلہ لینے) کا مطالبہ کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ابھی حالات سازگار نہیں ہیں۔ فوری طور پر قاتلین سے انتقام لینے میں دشواریاں ہیں۔ کسی مناسب موقعہ پر ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ یہ اکابر صحابہ کے مابین اجتہادی طور پر اختلاف رائے تھا۔ حتیٰ کہ سبائی فرقہ کی سازشوں کی بنا پر فریقین کی باہمی جنگیں ہوئیں۔ جن کو جنگ جمل اور جنگ صفین کہا جاتا ہے اس کے بعد باہمی مصالحت کی بات چیت شروع ہوئی اور فریقین کی طرف سے ثالث تجویز ہوئے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو اپنا ثالث تجویز فرمایا۔ اور حضرت امیر معاویہؓ کی طرف سے فاتح مصر حضرت عمرو ابن العاصؓ ثالث تجویز ہوئے اس بات کی دلیل کہ یہ اختلاف کفر اور اسلام، حق اور باطل کا اختلاف نہ تھا۔ بلکہ یہ ایک اجتہادی اختلاف تھا۔ اس اجتہاد میں گو اہل السنت والجماعت کے نزدیک حضرت علیؓ حق پر تھے اور حضرت معاویہؓ خطا پر تھے۔ بعض نادان حضرت معاویہؓ کو اہل باطل قسم کا باغی قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ اگر اس قسم کے آپ باغی ہوتے تو حضرت علیؓ کے لیے اُن کے ساتھ ایسی مصالحت جائز نہ تھی۔ بلکہ قرآن حکیم کے تحت اس وقت تک ان سے جنگ کرنا واجب تھا جب تک کہ وہ اطاعت نہ اختیار کرتے۔ چنانچہ اللہ تعالٰے کا ارشاد ہے

فَاِنْ طَائِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَی الْاُخْرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰهِ۔ پس اگر مومنین کے دو گروہ آپس میں لڑائی کریں تو ان کے درمیان صلح کراؤ۔ پھر اگر ان میں سے ایک دوسرے پر بغاوت کرے تو جس نے بغاوت کی ہے اس کے ساتھ اس وقت تک لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔

(سورۃ الحجرات)

اس کا مطلب یہی ہے کہ باغی جب تک بغاوت نہ چھوڑے اس کے ساتھ لڑتے رہنا چاہیے۔ لیکن شیرِ خدا حضرت علی المرتضیٰؓ نے فریقین کے ثالث تسلیم کر کے حضرت معاویہؓ کو شرعی باغی قرار دینے کی بجائے ان کی مساوی حیثیت تسلیم کی۔ علاوہ ازیں اس اختلاف و نزاع کی نوعیت حضرت علیؓ کی اس چٹھی سے بھی معلوم ہوتی ہے جو آپ نے شہروں میں جاری کی۔ چنانچہ نہج البلاغہ مطبوعہ طہران ص۵۰۲ میں ہے:

ومن کتاب امیر علیہ السلام کتبہ الی اہل الامصار یقتص بہ ما جری بینہ وبین اہل الصفین وکان بدءُ امرنا انا التقینا والقوم من اہل الشام والظاہر انّ ربنا واحدٌ ودعوتنا فی الاسلام واحدۃ ولا نستزیدھم فی الایمان باللہ والتصدیق برسولہ ولا یستزیدوننا الامر واحدٌ الّا ما اختلفنا فیہ من دمِ عثمان ونحن منہ براءٌ۔

حضرت علیؓ کا یہ وہ مکتوب ہے جو آپ نے شہر کے رہنے والوں کی طرف لکھا۔ اس میں اس نزاع کے متعلق لکھتے ہیں جو آپ کے اور اہل صفین کے درمیان جاری تھا۔ فرمایا کہ ہمارے معاملہ کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ ہم اور اہل شام ایک دوسرے کے مقابلے پر آئے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ہمارا رب ایک ہے اور اسلام میں دعوت بھی ہماری ایک ہے اور ہم ان سے اللہ پر ایمان لانے میں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے میں زیادتی نہیں چاہتے اور نہ وہ ہم سے اس میں زیادتی کے طالب ہیں۔ امر دین ایک ہی ہے۔ مگر حضرت عثمانؓ کے خون کے بارے میں ہم نے اختلاف کیا ہے اور ہم اس سے (یعنی خونِ عثمانؓ) سے بری ہیں"۔

حضرت علیؓ کی اس چٹھی سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا اور امیر معاویہؓ وغیرہ اہل شام کا جھگڑا دین وایمان اور عقیدہ میں نہ تھا بلکہ صرف حضرت عثمانؓ کے خون کے بارے میں تھا۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ کا ارشاد

خلیفہ وقت سے بغاوت کرنے کی تین صورتوں میں سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ تیسری صورت کے متعلق لکھتے ہیں:-

"سوم آنکہ خروج کند بہ نیت اقامتِ دین و تقریر کند در خلیفہ واحکام او شبہ را پس آن تاویل اگر باطل شد قطعاً ہیچ اعتبار ندارد۔ و مانند تاویل اہلِ ردت و مانعین زکوٰۃ در زمان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔ و معنی قطعیت بطلان تاویل آنست کہ مخالف نصِ کتاب یا سنتِ مشہورہ یا اجماع یا قیاس جلی واقع شود و اگر آں تاویل مجتہد فیہ است نہ قطعی البطلان آں قوم بغاۃ باشد۔ در زمان اول حکم ایں قوم حکم مجتہد مخطی بود۔ اِنْ اَخْطَاءَ فَلَهٗ اَجْرٌ۔ الخ

حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یہ لکھتے ہیں کہ:-

تیسری صورت خلیفہ سے بغاوت کرنے کی یہ ہے کہ دین قائم کرنے کی غرض سے لوگ بغاوت کریں اور خلیفہ کی حقیقت اور اس کے احکام وجوب اطاعت میں شبہ بیان کریں۔ پس اگر باغیوں کی یہ تاویل قطعی البطلان ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ جیسے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد میں مرتدوں کی اور زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والوں کی تاویلیں ناقابل اعتبار تھیں اور تاویل کے قطعی البطلان ہونے کے یہ معنی ہیں کہ یہ تاویل نص قرآنی یا سنت مشہورہ یا اجماع یا قیاس کے مخالف ہو۔ اور اگر وہ تاویل قطعی البطلان نہ ہو بلکہ مجتہد فیہ ہو تو وہ گروہ باغی تو ضرور ہوگا مگر قرنِ اول (یعنی صحابہ کرامؓ کے زمانہ) میں ایسے گروہ کا حکم وہی ہے جو مجتہد مخطی کا ہوتا ہے کہ اگر وہ خطا کرے تو اس کے لیے ایک اجر ہے"۔

(ازالۃ الخفاء جلد اول مترجم)

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ارشاد

ومنازعات و محاربات کہ درمیان ایشاں واقع شدہ است بر محامل نیک صرف باید کرد۔ و از ہوا و تعصب دور باید داشت زیرا کہ آں مخالفت مبنی بر اجتہاد و تاویل بودہ نہ بر ہوا و ہوس۔ چنانچہ جمہور اہلسنت براند۔ اما باید دانست کہ محاربان امیر کرم اللہ وجہہ بر خطا بودہ اند و حق بجانب حضرت امیر بودہ لیکن چوں ایں خطا خطاء اجتہادی است و از مواخذہ مرفوع۔ چنانکہ شارح مواقف از آمدی نقل می کند کہ واقعات جمل و صفین از روئے اجتہاد بودہ۔ شیخ ابو شکور سلمی در تمہید تصریح کردہ کہ اہل سنت و جماعت براند کہ معاویہؓ باجمع از اصحاب کہ ہمراہ بودند بر خطا بودند و خطائے ایشاں اجتہادی بود۔ و شیخ ابن حجر در صواعق گفتہ کہ منازعت معاویہ با امیر از روئے اجتہاد بودہ۔ وایں قول را از معتقدات اہل سنت فرمودہ الخ (مکتوبات ۲۵۱۔ جلد اول)

ترجمہ: اور جو جھگڑے اور لڑائیاں حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ وغیرہ کے درمیان ہوئی ہیں ان کو نیک مقاصد پر محمول کرنا چاہیے۔ اور خواہش نفس اور تعصب سے دور رکھنا چاہیے۔ اس لیے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لڑنے والے خطا پر تھے اور حق حضرت علیؓ کی طرف تھا لیکن چونکہ یہ خطا اجتہادی خطا ہے۔ اس لیے ملامت سے دور ہے اور قابل مواخذہ نہیں۔ جیسا کہ شارح مواقف آمدی سے نقل کرتے ہیں کہ جنگ جمل اور صفین کے واقعات اجتہاد پر مبنی ہیں۔ شیخ ابو شکور سلمی نے تمہید میں تصریح کی تھی کہ اہل السنت والجماعت اس پر ہیں کہ حضرت معاویہؓ اور ان کی جماعت خطا پر تھی اور ان کی خطا اجتہادی خطا تھی اور شیخ ابن حجر (　　) نے صواعق میں فرمایا۔ کہ حضرت علیؓ کے ساتھ حضرت معاویہؓ کا اختلاف و نزاع اجتہاد کی بنا پر تھا اور اس قول کو اہل سنت کے عقاید میں شمار کیا۔"

فضائل حضرت معاویہؓ

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ:۔ "در حدیث نبوی بہ اسناد ثقات آمدہ کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام در حق معاویہؓ دعا کردہ۔ اللھم علمہ الکتاب والحساب وقہ العذاب۔ و جائے دیگر در دعا فرمودہ اند اللھم اجعلہ ھادیا و مھدیا و دعائے آنحضرت مقبول۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ثقہ سندوں سے مروی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہؓ کے حق میں دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ! ان کو کتاب اور حساب کا علم سکھا اور ان کو عذاب سے بچا اور دوسری جگہ یہ دعا فرمائی ہے کہ اے اللہ! (معاویہؓ) کو ہدایت دینے والا اور ہدایت پانے والا بنا دے اور دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقبول ہے۔

(ب) امام مالک کہ از تابعین است و معاصر او و اعلم علمائے مدینہ شاتم معاویہؓ و عمرو ابن العاص را بقتل حکم کردہ اند۔ چنانچہ بالا گذشت اگر او مستحق شتم بود چرا حکم بقتل شاتم او می کرد۔ پس معلوم شدہ کہ شتم او را از کبائر دانستہ حکم بقتل شاتم او کرد۔ ایضاً شتم او را در رنگ شتم ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ ساخت چنانکہ بالا گذشت۔ پس معاویہ مستحق ذم و نکوہش نباشد۔ اے برادر معاویہؓ تنہا دریں معاملہ نیست۔ نصفے از اصحاب کرام کم و بیش دریں معاملہ با وی شریک اند۔ پس محاربان امیر اگر کفرہ یا فسقہ باشند اعتماد از شطر دین می خیزد کہ از راہ تبلیغ ایشاں بمارسیدہ است تجویز نکند ایں معنی را مگر زندیقے۔"

ترجمہ: امام مالکؒ جو تابعین میں سے ہیں۔ اور ان کے معاصر ہیں اور علمائے مدینہ میں سے سب سے زیادہ عالم ہیں حضرت معاویہؓ اور حضرت عمروؓ ابن العاص کو گالیاں دینے والے کے لیے قتل کا حکم دیتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے اور نیز ان کو گالیاں دینا ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینا جیسا کہ پہلے گزرا۔ پس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مذمت اور برائی کے مستحق نہیں ہیں اے بھائی! حضرت معاویہؓ اس معاملہ میں تنہا نہیں ہیں بلکہ ان کے ساتھ اس معاملہ میں کم و بیش نصف صحابہ شریک ہیں۔ پس اگر حضرت علیؓ سے لڑائی کرنے والے کافر یا فاسق ہوں تو دین کے اس نصف حصے سے اعتماد اٹھ جاتا ہے جو ان کی تبلیغ کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے اور سوائے زندیق کے کوئی شخص اس بات کو جائز نہیں سمجھتا۔

حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ

غوث الاعظم حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:۔

"اور حضرت علیؓ کی وفات پا جانے اور حضرت حسنؓ کے خلافت کے ترک کر دینے کے بعد معاویہ بن ابی سفیان پر خلافت کا مقرر ہونا درست اور ثابت ہے۔ حضرت حسنؓ نے جو خلافت حضرت معاویہؓ کے سپرد کر دی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو مسلمانوں میں فتنہ اور فساد اٹھے گا اور خونریزی ہو گی۔ اور حضرت حسنؓ کے ایسا کرنے سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بھی سچا ہو گیا۔ جو آپ نے ان کے حق میں فرمایا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میرا یہ فرزند سردار ہے اس کے وسیلہ سے خداوند تعالیٰ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح اور اتفاق کی بنیاد ڈالے گا۔ اس لیے معاویہؓ کو جو خلافت پہنچی تھی وہ حضرت حسنؓ کے سپرد کر دینے سے پہنچی تھی اور جس سال یہ خلافت مقرر ہوئی تھی اس کا نام سال جماعت رکھا گیا تھا۔ کیونکہ اس میں سب لوگوں کے درمیان اتفاق ہو گیا تھا اور مخالفت درمیان سے اٹھ گئی تھی۔ اور سب نے اتفاق سے حضرت معاویہؓ کی فرمانبرداری قبول کی۔" (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۱۹)

بقیہ: سید عطاء اللہ شاہ بخاری

(۷) عام انسانوں کو سمجھایا کہ انسانی فضیلت کی بنیادیں خاندانی تفاخر پر قائم نہیں ہوتیں بلکہ ہر انسان اپنے اعمال اور زہد و تقویٰ کے باعث قابل تکریم ہوتا ہے۔

(۸) تمام صوبے میں بے شمار اپنے مدرسے کھلوائے اور انہیں خود مکتفی بنانے کے لیے اپنی جیب سے زر اعانت فراہم کیا۔

(۹) احرار کی ایک ایسی جماعت تیار کی جس نے نہ صرف انگریز کے خلاف جہاد کیا۔ بلکہ منکرات کی راہ روک کر اس سے بنیادی اجتماعی فائدہ پہنچا کہ مسلمانوں میں اسلامیات سے والہانہ شغف کا رشتہ مقابلۃً محفوظ ہو گیا۔ وقت کے نامور علماء کو شاہ جی کی ان دینی خدمات کا ہمیشہ اعتراف رہا۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں شاہ جی کی باتیں تو عطاء الہی ہوتی ہیں۔ مولانا شبیر احمد عثمانی کا ارشاد ہے شاہ جی آپ تو اسلام کی مشین ہو جن لوگوں نے ان کی خطابتی معجز نمایاں دیکھی ہیں انہیں ایسے بے شمار واقعات کا علم ہو گا کہ ہزاروں انسانوں کا جم غفیر آن واحد میں ان کا کی

سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی خطابت کا جادو

جس طرح قلم کا تصور بغیر تحریر بیکار ہے اسی طرح خطابت کے بغیر حضرت شاہ جی کا تصور بے رنگ ہے،

شاہ جیؒ اور خطابت ہم نفس ہیں گزشتہ چار دہائیوں میں اردو زبان نے اتنا بڑا خطیب پیدا نہیں کیا۔ جہاں بڑے بڑے زبان آوروں کی متاعِ سخن ختم ہو جاتی ہے وہاں سے ان کی خطابت شروع ہوتی ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے اصغر گونڈوی کے مجموعۂ کلام "سرورِ زندگی" کی تقریب میں شاعری کو اکائی فرض کر کے لکھا ہے کہ ان کا کلام نصف شاعری ہے اس خیالِ مستعار کے حوالے سے یہ بات بے تردید کہی جا سکتی ہے کہ شاہ جی کی خطابت نصف شاعری ہے۔ جس طرح قلم کا تصور بغیر تحریر بیکار ہے اسی طرح شاہ جی کے بغیر خطابت اور خطابت کے بغیر شاہ جی کا تصور بے رنگ ہے، دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ اس برصغیر کی ایک تہائی صدی ان کی آوازوں سے معمور ہے جس فیاضی سے انہوں نے مرحوم ہندوستان میں اپنی خطابت کے موتی بکھیرے ہیں، کوئی دوسرا مقرر اس میدان میں ان کا ہم پایہ نہیں۔ خاص کلکتہ سے لے کر خیبر تک اور سری نگر سے لے کر راس کماری تک انہوں نے اپنے بادۂ صافی کے خم کے خم لنڈھائے ہیں۔ شاید ہی کسی بادہ گسار کو شکایت ہوگی کہ عالمِ نشہ و سرور کی ان رعنائیوں میں اسے کوئی حصہ نہیں ملا۔

سال کے تین سو پینسٹھ دنوں میں سے رمضان کے تیس یا انتیس دن اور عید البقر، عید الفطر وغیرہ چھوڑ کر باقی تین سو دن ایسے ہوتے ہیں جو انہوں نے چالیس برس خطابت کی پشت پناہی کی۔ اس میں سے قید کے پانچ دس سال نکال دیں تو تیس برس ایک عام پاکستانی یا عام ہندوستانی کی اوسط عمر کا ہو رہا ہے۔ ان تیس بتیس برس میں انہوں نے جو کچھ کہا ہے اس سے کئی دفتر مرتب ہو سکتے ہیں۔

جس طرح ہر بڑے آدمی کی خصوصیت اس کا نام لیتے ہی دل کی لوح پر آ جاتی ہے مثلاً غالب کا نام لیتے ہی ایک عظیم شاعر کا تصور بندھتا ہے۔ اسی طرح شاہ جی کی ذات خطابت سے مختص ہو گئی ہے وہ سراپا خطابت ہیں۔

شاعروں کی طرح خطیب بھی قدرت سے الہام لے کر پیدا ہوتے ہیں وہ کسی اختیاری سانچے میں نہیں ڈھلتے بلکہ ان کا ملک بھی وہبی ہوتا ہے ان کی دماغی بناوٹ میں خطابت کے حقائق از خود منضبط ہوتے ہیں پھر اس خام مواد کو مطالعہ، مشاہدہ اور تجربہ پروان چڑھاتا ہے۔ شاہ جی پیدائشی خطیب ہیں۔ انہوں نے خطابت کو اختیار نہیں کیا بلکہ خطابت نے انہیں اختیار کیا۔ وہ تمام محاسن، جس سے خطابت استوار ہوتی ہے۔ قدرت نے ان میں بکمال و تمام ودیعت کیے ہیں وہ اپنی اسی فنی عظمت کے باعث دنیا کے ان بڑے مقرروں میں جگہ پاتے ہیں جن کا نام ہمیشہ کے لیے جریدۂ روزگار پر ثبت ہے۔

ارسطو نے ایک خطیب کے جو محاسن بیان کیے ہیں ان سے علامہ ابن رشد نے جو تلخیص مرتب کی ہے اس تلخیص پر فارابی اور ابن سینا نے جو مضامین حوالۂ قلم کیے ہیں۔ اور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان کے سوانحی خطوط سے خطابت کے جو اصول معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے کہ ابن عربی اور سعد زغلول وغیرہ کے مطالعہ سے خطابت کی جن راہوں پر قدم اٹھتے ہیں شاہ جی ان کی صحیح تصویر ہیں۔ انہوں نے اس میدان میں ہر حیثیت سے ملک و قوم کی خدمت کی ہے۔ غالباً علامہ ابن تیمیہؒ کے متعلق روایت ہے کہ ان کی زندگی میں صرف دو راتیں ایسی آئی تھیں جو مطالعہ سے خالی رہ گئیں۔ پہلی عروسی کی رات دوسری جب ان کے والد کا انتقال ہوا تھا۔ شاہ جیؒ نے اسی سالہ خطابتی زندگی کی ننانوے فیصد راتیں عوام سے مخاطبت میں بسر کی ہیں انہوں نے مذہب سیاست، زبان تینوں کی خدمت کی ہے۔ اگر وہ روایتی تبلیغی زندگی بسر کرتے تو سارا ہندوستان ان کے قدموں میں ہوتا، خود مسلمان قوم ان کی مورتی تراش لیتی لیکن انہوں نے سالہا سال مذہب کے نام پر تراشے گئے بت توڑے ہیں اس مہم میں انہیں ایسی ایسی جگہ جانا پڑا جہاں مسلمان کہلانے والے تو موجود تھے لیکن ان کے نام تک مسلمان نہ تھے اس پنجاب میں بے شمار آبادیاں ایسی تھیں جہاں مسلمانوں کو کلمۂ شہادت تو ایک طرف السلام علیکم کہنا نہیں آتا تھا ان میں ہندو مت کے زمانۂ زوال کی رسمیں عقیدہ کے طور پر مروج تھیں۔ لوگوں میں مذہب ایک آبائی ورثہ رہ گیا تھا

> جن علاقوں میں مسلمان تجارت کو چھوتے نہیں تھے وہاں لگاتار کوششوں سے تجارت کا ذوق پیدا کیا اور بے شمار بستیوں میں مسلمانوں کی دکانیں کھلوائیں۔
>
> پنجاب کے تمام مسلمان معاشی اعتبار سے اسقدر پسماندہ تھے کہ مظفر گڑھ اور میانوالی کے بعض مسلمان مزارعوں نے ہندو ساہوکاروں کے پاس اپنی بیٹیاں گروی رکھ کر مالیہ ادا کیا تھا جہاں ان بچیوں نے مہاجنوں کے گھروں میں بچے جنے تھے۔ شاہ جی نے ان سانحات کا مقابلہ کیا اور مسلمانوں میں مجلسی یا معاشی فرزندگی کا جو احساس جڑ پکڑ چکا تھا اس کی بنیادیں اکھاڑ دیں۔

ارسطو نے ایک خطیب کے جو محاسن بیان کیے ہیں شاہ جی انکی صحیح تصویر تھے

کئی علاقوں میں صورتِ حال کا نقشہ یہ تھا کہ غیر اللہ کی پرستش ہی کو اصل اسلام سمجھا جاتا۔

شاہ جی نے ان دور افتادہ علاقوں کا قصد کیا تو ان کی راہ میں بیسیوں موانعات تھے۔ ایک حصہ ریل میں طے کیا تو دوسرا لاری میں۔ تیسرا گھوڑے کی پیٹھ پر چوتھا پیدل، پھر کئی دفعہ میلوں پیدل ہی چلتے گئے۔ آپ جس علاقے میں جاتے ہیں وہاں کے عام لوگ آپ کی زبان نہیں سمجھتے۔ کچھ دن وہاں رہ کر مقامی لفظوں کا ایک ذخیرہ فراہم کیا تب ایک دلچسپ خطابتی ٹنگ دو کے بعد ان کے دل و دماغ کو راضی کیا۔ غرض اس بات میں ان کے کارنامے بڑے ہی قابلِ ذکر ہیں۔ مثلاً

قابلِ قدر خدمات

(۱) انہوں نے پنجابی مسلمانوں کے بعض علاقوں کی خطرناک مذہبی بداعتقادیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جس سے بے شمار مسلمانوں کو فائدہ پہنچا۔

(۲) جن علاقوں میں فرضی پیروں اور مصنوعی فقیروں کے خرافات تعمیر تھے مثلاً ملتان، ڈیرہ غازی خان، مظفر گڑھ وغیرہ وہاں علی التواتر نعرۂ رستاخیز بلند کیا جس سے ایک بڑی آبادی کا ایمان محفوظ ہو گیا ورنہ ان علاقوں میں اس قسم کے عقیدے راسخ تھے پیروں کو اللہ و رسول سے افضل سمجھا جاتا تھا۔ ان کے نفس کی نسوانی غذا کو حلال اور ان کی قدم بوسی کو مباح، قرآن پر قوالی کو ترجیح دی جاتی۔ عام فرزندانِ طریقت کسانوں کی بیٹیوں کو پکارتے کہ بی بی کی بہو بننا پسند کرو گی ——؟

(۳) قرآن کی بجائے دیہات میں "یوسف زلیخا" "ہیر رانجھا" "سوہنی مہینوال" اور مرزا صاحباں کے عشقیہ قصے عقیدۃً حفظ کیے جاتے تھے۔ آپ نے اس بدمذاق کا طلسم توڑا اور ان کی جگہ قرآن حکیم کی تلاوت عام کی۔

(۴) غربا میں بہ مقابلہ امراء احساسِ کمتری، چھوت چھات کے درجہ تک موجود تھا اس کی مزاحمت کی اور غریبوں کو حفظِ نفس پر آمادہ کیا۔

(۵) جن علاقوں میں مسلمان تجارت کو چھوتے نہیں تھے وہاں لگاتار کوششوں سے تجارت کا ذوق پیدا کیا اور بے شمار بستیوں میں مسلمانوں کی دکانیں کھلوائیں۔

(۶) پنجاب کے تمام مسلمان معاشی اعتبار سے اس قدر پسماندہ تھے کہ مظفر گڑھ اور میانوالی کے بعض مسلمان مزارعوں نے ہندو ساہوکاروں کے پاس اپنی بیٹیاں گروی رکھ کر مالیہ ادا کیا تھا جہاں ان بچیوں نے مہاجنوں کے گھروں میں بچے جنے تھے۔ شاہ جی نے ان سانحات کا مقابلہ کیا اور مسلمانوں میں مجلسی یا معاشی فرزندگی کا جو احساس جڑ پکڑ چکا تھا اس کی بنیادیں اکھاڑ دیں۔

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

علمائے کرام — اور — تحریکِ آزادی

سنہ ۱۸۵۷ء میں جب مغلوں کا ٹمٹماتا ہوا چراغ گل ہو گیا اور ہندوستان میں ایک تباہ کن انقلابی دور شروع ہوا تو علمائے کرام نے اس وقت بھی اسلامی اقتدار کو قائم رکھنے اور ہندوستان کو برطانوی اقتدار سے آزاد کرانے کی تحریک شروع کی۔ رفتہ رفتہ یہ تحریک عوام کی تحریک بن گئی اور ہندوستان کا گوشہ گوشہ اس تحریک سے واقف ہو گیا۔ لیکن ہر قسم کی قربانیوں کے باوجود یہ تحریک کامیاب و بامراد نہ ہو سکی۔ تحریک کی ناکامی کے بعد علماء اور عوام عام طور پر قید و بند، دار و رسن اور جلا وطنی کی ناقابل برداشت سزاؤں میں مبتلا کیے گئے بظاہر جبر و تعدی کا یہ دور سنہ ۱۹۲۱ء میں ختم ہو گیا اور ملک میں سکون کی فضا پیدا ہونے لگی۔ علماء جو ان تمام حالات کے باوجود شکستہ خاطر نہ تھے قید و بند کے آلام سے بے پرواہ ہو کر پھر میدان عمل میں آ گئے۔ مدرسوں کی بنیاد ڈالی، خانقاہوں کو آباد کیا اور مذہبی سیاسی و اخلاقی و روحانی جماعت کی ترتیب و تربیت میں مشغول ہو گئے۔

برطانوی قبضہ و تسلط کی وجہ سے ہندوستانیوں میں تدریجاً اپنے جائز حقوق کے حصول کی تڑپ اور آزادی کا جذبہ بیدار ہونے لگا۔ سنہ ۱۸۸۵ء میں کانگریس کا قیام عمل میں آیا۔ علماء جو آزادی ملک و ملت کے علمبردار تھے۔ کانگریس بھی ان کے اشتراک عمل سے محروم نہ رہ سکی۔ سنہ ۱۸۷۸ء میں حضرت شیخ الہندؒ اور آپ کے ساتھیوں نے مرکز علوم دیوبند "ثمرہ تربیت" کے نام سے ایک جماعت کی تشکیل کی جس کا مقصد دین کی سربلندی اور وطن کی آزادی تھا۔ ان دنوں ہندوستان کے تمام صوبوں میں انقلابی تحریکات کا آغاز ہو چکا تھا جس میں تشدد اور عدم تشدد کے کامیاب اور ناکام طریقے بروئے کار آ رہے تھے۔ عام علماء جو اب تک تعمیری اور تنظیمی کاموں میں لگ رہے تھے وہ بھی حضرت شیخ الہند کے ساتھ ہو گئے اور عدم تشدد کے کامیاب طریقہ کار کو اپنائے بغیر نہ رہ سکے۔

سنہ ۱۹۱۱ء میں شیخ الہندؒ کے مشورہ سے "جمعیۃ الانصار" قائم کی گئی۔ مولانا عبیداللہ سندھی اس کے ذمہ دار کارکن تھے۔ علماء کی ان سیاسی سرگرمیوں سے حکومت کو خطرہ پیدا ہو گیا۔ "جمعیۃ الانصار" کے اجلاس میں ایک تجویز کے ذریعہ حکومت کا شکریہ بھی ادا کیا گیا مگر حکومت علماء کی طرف سے مطمئن نہ ہوئی۔

سنہ ۱۹۱۲ء میں دنیائے اسلام پر جنگ بلقان کی صورت میں ایک نئی مصیبت کا آغاز ہوا اور سنہ ۱۹۱۳ء میں کانپور کی مسجد کا خونی واقعہ پیش آیا جس نے مسلمانوں میں بیداری کی روح پھونک دی۔ اسی سال دہلی میں شیخ الہندؒ کی سرپرستی میں "نظارۃ المعارف" قائم ہوا جس میں مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے ہندوستان کے نوجوانوں کو اسلامی سیاسیات اور قرآن مجید کی تعلیم کا درس دینا شروع کیا اور اس ادارہ کی سرپرستی میں شیخ کے ساتھ حکیم اجمل خاں اور نواب وقار الملک بھی شریک تھے۔ شیخ الہند کی تحریک ابتدائی منزلوں سے گذر چکی تھی اور اب وہ ہندوستان سے گذر کر ہمسایہ ممالک میں نشو و نما پا رہی تھی۔ مولانا عبیداللہ سندھی تحریک کے بیرونی تعلقات کی ایک اہم کڑی تھے۔

سنہ ۱۹۱۴ء میں لڑائی نے جنگ عظیم کی صورت اختیار کر لی۔ وہی ترک جس کو انگریز ہندوستانی مسلمانوں کا خلیفہ کہا کرتے تھے اب اس کو خلافت کا غیر مستحق کہا جانے لگا۔ علماء کی نقل و حرکت پر پابندی، قید اور جلاوطنی کا دور پھر شروع ہو گیا۔ سنہ ۱۹۱۵ء میں شیخ الہند حج پر تشریف لے گئے۔ مکہ معظمہ میں آپ کو اور حضرت مولانا حسین احمدؒ صاحب مولانا عزیر گل صاحب، مولانا حضرت نصرت حسین صاحب کو گرفتار کر کے مالٹا میں قید کر دیا گیا۔ رولٹ کمیٹی کی رپورٹ پڑھنے والے اس راز سے بخوبی آگاہ ہیں۔

سنہ ۱۹۱۵ء میں جس انقلابی تحریک کا آغاز ہوا تھا۔ اس پر برطانوی حکومت نے کسی حد تک قابو پا لیا۔ اور قانون تحفظ ہند کے تحت ان تمام سرگرمیوں کو دبانے کی کوشش کی گئی جس سے نظام حکومت میں خلل پڑنے کا شبہ ہو سکتا تھا اور ان تمام کارکنوں کو مختلف سزائیں دی گئیں۔ جو کسی نہ کسی طرح اس تحریک میں شریک سمجھے گئے۔

سنہ ۱۹۱۸ء میں جنگ تو ختم ہو گئی مگر ہندوستانیوں کی مشکلات میں اضافہ ہو گیا۔ اشیاء کی گرانی اور ٹیکس کے بار سے لوگ پریشان ہو گئے۔ ملک کے بعض حصوں میں ہنگامہ آرائیوں کا ظہور ہوا اور عام طور پر بے چینی پیدا ہو گئی۔ آزادی کا جذبہ بروئے کار آ گیا۔ اور حکومت خود اختیاری کے مطالبے سے ہندوستان کی فضا معمور ہو گئی۔ اس جذبہ کو دبانے اور مطالبہ کو ٹھکرانے کے لیے پنجاب اور دوسرے صوبوں میں خود سر حاکموں نے جو طریقہ اختیار کیا وہ جبر و تشدد کے بالکل مساوی تھا۔ ہندوستان سے باہر اسلامی ممالک اور مسلمانوں کے ساتھ جو برتاؤ کیا گیا اور جس طرح ان کے حصے بخرے کر کے ان کی سلطنت اور طاقت کو برباد کیا گیا۔ تاریخ اس کو کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ اسلامی ممالک کی تقسیم اور ان پر اغیار کے قبضہ و تسلط سے ہندوستان کے مسلمان مضطرب تھے وہ ترکوں کی حمایت میں اٹھے وہ خلافت کی بقا و قیام کے لیے تن من دھن کی بازی لگا کر میدان عمل میں آ گئے۔

نومبر ۱۹۱۹ء کو دہلی میں ہندوستان کے مشہور اور مجاہد علماء نے "جمعیۃ علماء" کا سنگ بنیاد رکھا۔ مسلمانوں کے علاوہ برادران وطن نے بھی علماء کے فیصلوں کو اپنایا۔ ترک موالات عدم تعاون سودیشی کا استعمال عدم تشدد اور اسی قسم کے وہ مسائل جن کا ہندوستان کی آزادی اور فارغ البالی سے گہرا تعلق تھا۔ ہندوستان کے عام بسنے والوں نے پورے طور سے ان پر عمل درآمد کرنا شروع کر دیا۔ چار سال کی اسارت کے بعد سنہ ۱۹۲۰ء میں ۱۲ مارچ کو حضرت شیخ الہند اور آپ کے رفقاء مالٹا سے رہا ہو کر ہندوستان تشریف لائے۔ علماء کے طبقہ میں ایک نئی زندگی کا دور شروع ہوا۔ سیاسی مشاغل کے ساتھ مسلمانوں میں فرائض کی ادائیگی اور سنت کی پابندی کا ذوق و عمل پیدا ہوا۔ انگریزی خواں طبقہ جو ابتدائے عہد سے لے کر اس وقت تک علماء سے دور تھا اب وہ بھی قریب ہونے لگا۔ عربی دان اور انگریزی خواں عالم اور مسٹر میں محبت و اخوت کا جذبہ پیدا ہوا۔ مسلم یونیورسٹی کے طلباء نے یونیورسٹی کا بائیکاٹ کیا اور علی گڑھ ہی میں ایک مسلم نیشنل یونیورسٹی قائم کر کے ۲۹ اکتوبر کو حضرت شیخ الہند کی صدارت اور رہنمائی میں اپنے کام کا آغاز کیا۔ اسی دوران میں حضرت شیخ الہند نے دہلی میں جامعہ ملیہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ ڈاکٹر انصاری، حکیم اجمل خاں، مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی اور وہ تمام مذہبی اور قومی کارکن جن کو ملت اور وطن سے کچھ بھی تعلق تھا۔ حضرت شیخ الہندؒ کے ہمنوا تھے۔ عدم تعاون اور ترک موالات کی تحریک ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئی۔ حکومت کے تمام شعبوں میں اس کے اثرات نمایاں ہونے لگے۔ اسکول و کالج، عدالت اور دفاتر، ملازمت و مزدوری غرضیکہ کوئی ایسا چھوٹا اور بڑا ادارہ یا شعبہ نہ تھا جہاں لوگوں میں ترک موالات اور عدم تعاون کا جذبہ پیدا نہ ہو۔ اسی طرح بدیشی اشیاء کا بائیکاٹ، تعلیم، ٹیکس اور ملازمت سے مستعفی ہو کر لاتعداد ہندوستانی وطن کی سچی اور حقیقی خدمت کی راہ میں لگ گئے۔ ۱۹۱۶ء سے اس وقت تک تمام تحریکات میں خواہ وہ مذہبی ہوں یا وطنی جمعیۃ علماء کے ارکان اس میں شریک رہے۔ نازک سے نازک اور اہم سے اہم موقعہ پر بھی پاشکستہ اور دل برداشتہ نہ ہوئے۔ جمعیۃ کی تاریخ میں ایسے بھی واقعات ہیں کہ جس میں جمعیۃ علماء کے ایثار پیشہ اور مخلص کارکنوں نے جان کی بازی لگا کر مسلمانوں کی عزت و عظمت کو قائم رکھا غیروں کو نہیں بلکہ اپنوں کی مخالفت کے باوجود حقانیت و صداقت، عدل و مساوات کا ساتھ دیا۔

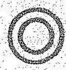
جمعیۃ علماء کے ارباب بصیرت و فکر نے پیدا ہونے اور پیش آنے والے دینی اور ملکی حالات و مسائل کو اپنی فراست اور سیاست سے پہچانا اور ضرورت سے پہلے ان کے حل اور اصلاح کی راہیں پیدا کیں اور سمجھ بوجھ کر جو فیصلہ کر لیا اس پر قائم رہے اور غور و فکر کے بعد جو قدم بڑھا دیا اسے پیچھے نہ ہٹانا چاہیے۔ فیصلہ و عمل کی راہ میں کتنی ہی مشکلات کیوں نہ پیش آئیں۔

مکمل آزادی کا نصب العین کانگریس سے کئی برس پہلے پاس کر کے ملک و ملت کی راہنمائی کی سنہ ۱۹۳۰ء سے سنہ ۱۹۳۲ء تک تحریک آزادی میں ہزاروں مسلمانوں کو ملک و ملت کی آزادی و سربلندی کے نام پر جیل خانوں میں بھیجا۔

پشاور کا خونی واقعہ جس میں سینکڑوں مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ سائمن کمیشن کا بائیکاٹ کر کے کانگریس اور شفیع لیگ کو اپنا ہمنوا بنایا۔ حالانکہ مسلم لیگ نے مخالفت کی۔ نہرو رپورٹ پر تنقیدی رپورٹ شائع کر کے اسلامی اور قومی، بنیادی تحفظات پیش کیے۔ مسلم کانفرنس کا دستوری فارمولا جس کی تیاری میں جمعیۃ کے علاوہ خلافت اور شفیع لیگ

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

طِبّی معلومات



مرض اٹھرا کی حقیقت (اور) اس کا علاج

استاذ الحکماء حکیم آزاد شیرازی (سابق پرنسپل طبیہ کالج) مدیر تذکرہ لاہور

راقم الحروف نے "خدام الدین" میں طبی مضامین کا سلسلہ حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی کی اجازت اور مدیر "خدام الدین" حضرت مولانا مجاہد الحسینی کے ارشاد کی تعمیل میں شروع کیا ہے۔ ان کا مشورہ ہے کہ دیہاتوں میں اکثر علماء کرام نے طبابت کا مشورہ بھی اختیار کر رکھا ہے۔ ان کے استفادے کے لیے خدام الدین میں طبی معلومات کا مستقل کالم شروع کیا جائے۔ اسے میں اپنی سعادت اس لیے بھی سمجھتا ہوں کہ یہ ادارہ میرے پیرو مرشد شیخ التفسیر حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا قائم کردہ ہے اور اپنے لیے توشۂ آخرت اس لیے بھی سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے جو تھوڑا بہت "علم الابدان" حاصل ہے۔ اسے میں عامۃ الناس تک پہنچا کر اس فرض کو کسی حد تک ادا کر رہا ہوں جو اسلام نے ہر مسلمان پر عائد کر رکھا ہے۔

مقام شکر ہے کہ اس سلسلہ مضامین کو خدام الدین کے قارئین کرام نے پسند فرمایا ہے اور کئی کرمفرماؤں نے بندہ کو بذریعہ خطوط دعائے خیر سے یاد فرمایا ہے۔

گزشتہ دنوں محترم عبدالرزاق طور صاحب (ہری پور ہزارہ) نے فرمائش کی ہے کہ میں مرض اٹھرا پر "خدام الدین" میں روشنی ڈالوں اور علاج بھی تجویز کروں۔ طور صاحب نے اپنے کرم نامہ میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ مرض بہت عام ہے۔ اور اس مرض میں مبتلا بہت سی عورتیں جعلی اور دھوکا باز پیروں کے چنگل میں پھنس جاتی ہیں۔ اور اپنا ایمان اور عقیدہ بھی خراب کر بیٹھتی ہیں۔

اس میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ اٹھرا کا مرض بھی دوسری جسمانی بیماریوں کے مانند ایک جسمانی عارضہ ہے۔ جس کا علاج علم الابدان میں موجود ہے۔ لیکن عامۃ الناس کی جہالت اور بے علمی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اکثر دھوکا بازوں نے اس مرض کو جادو، ٹونا، آسیب وغیرہ سے متعلق کر رکھا ہے۔ اور اس مرض کے علاج کے سلسلے میں نہایت مضحکہ خیز اور جاہلانہ حرکتوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جس طرح عورتوں کے مرض ہسٹیریا (اختناق الرحم) میں عجیب و غریب ٹونے، ٹوٹکے کیے جاتے اور باجے تماشے بجائے جاتے ہیں۔ اسی طرح اٹھرا کی بیماری میں بھی یہ سب خلافِ عقل، خلافِ شرع بلکہ خلاف انسانیت حرکتیں کی جاتی ہیں۔

راقم الحروف روحانیت کا قائل ہی نہیں بلکہ روحانی طریق علاج سے کسی نہ کسی حد تک مشاہدات و تجربات کے مرحلوں سے بھی گزر چکا ہے۔ لیکن روحانیت اور طریقت شریعت کی خلاف ورزی کا نام نہیں۔ شریعت کی حقیقت کا نام ہے۔ شریعت اگر اقرار باللسان کا نام ہے تو طریقت تصدیق بالقلب سے عبارت ہے۔ اقرار باللسان کے لیے تصدیق بالقلب کی شاید اتنی ضرورت نہ ہو لیکن تصدیق بالقلب کو اقرار باللسان کی احتیاج ضروری ہے۔ اس لیے ہم جن لوگوں سے طریقت کا سبق لینے جاتے ہیں اُن کا عامل شریعت ہونا ضروری ہے۔ لیکن ہماری جہالت کا یہ عالم ہے کہ ہم نے ان لوگوں کو صاحبانِ طریقت و روحانیت سمجھ رکھا ہے جنھوں نے بھنگ گھوٹ کر پینے کے تکیے بنا رکھے ہیں۔ ایسے تارک الدنیا بنے بیٹھے ہیں کہ نماز روزہ کو بھی ترک کر کے "بوٹی پیتی ارب تال گل کیتی" کے نعرے لگا کر دنیا کو بے وقوف بنا رکھا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مرض اٹھرا اُس بیماری کا نام ہے جس میں عورت کا حمل اکثر ساقط ہو جاتا ہے۔ دورانِ حمل بچہ رحم ہی میں مر جاتا ہے۔ وضع حمل کے وقت مردہ بچہ پیدا ہوتا ہے۔ یا پیدائش کے بعد تھوڑے دنوں یا ایک آدھ مہینے کے بعد بچہ فوت ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات چھ ماہ یا ایک سال کی عمر پا کر فوت ہو جاتا ہے۔

اس مرض کا بنیادی سبب عورت کے رحم کی کمزوری ہے۔ عورت کے جسم میں خون کی کمی، عام جسمانی کمزوری بھی اس کا سبب بنتی ہے۔ ایام ماہواری کی بے قاعدگی اور بندش حیض، کمیٔ حیض وغیرہ عوارض بھی اس بیماری کا سبب بنتے ہیں۔ ان حالات میں رحم مادر میں بچے کی نشو و نما ٹھیک طور پر نہیں ہونے پاتی۔ جس کے نتیجے میں پیدائش کے بعد بھی اس کے اعضا اتنے کمزور ہوتے ہیں کہ وہ زیادہ دیر تک زندگی کے سانس نہیں لے سکتا۔

ان حقائق کے اظہار کے بعد اس مرض کے علاج کا بنیادی نکتہ خود بخود حل ہو جاتا ہے کہ ایسی عورتوں کو اس قسم کی ادویات کی ازبس ضرورت ہے جو رحم کو مضبوط و مستحکم کریں۔ تاکہ اس میں بچے کی صحیح نشو و نما ہو سکے۔

رحم مادر کو مضبوط کرنے کے لیے یوں تو بہت سے نسخہ جات طبی کتابوں میں موجود ہیں لیکن مندرجہ ذیل نسخہ نہ صرف اکثر اطبائے کرام کا معمولہ مطب ہے بلکہ راقم الحروف کے تجربے میں بھی نوّے فیصد کامیاب نسخہ ہے۔

نسخہ: مشک خالص ۲ ماشہ، طباشیر اصلی ۲ ماشہ، زعفران خالص ۳ ماشہ، گل سرخ ۳ ماشہ، زیرہ سفید ۳ ماشہ، برگ تلسی ۲ تولہ، بسباسہ ۲ تولہ، برگ فرنجمشک ۲ تولہ، تخم دھنترا ۱۱ عدد، برگ مہندی ۳ تولہ۔

سب کو پیس چھان کر ایک ایک رتی کی گولیاں بنائیں اور سایہ میں خشک کر لیں۔

ترکیب استعمال: جب عورت کو حمل قرار پا جائے ایک ایک گولی دن میں تین مرتبہ صبح دوپہر شام پانی سے سترہ روز تک کھلائیں۔ پھر چالیس روز تک ایک ایک گولی دن میں دو مرتبہ صبح اور شام دیں۔ پھر وضع حمل اور اس کے بعد ایام رضاعت تک روزانہ ایک گولی صبح کھلائیں۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد نصف گولی بچہ کو بھی شیر مادر میں حل کر کے روزانہ دیں تاوقتیکہ دودھ نہ چھڑایا جائے۔

اس مرض میں بادی، نفاخ چیزوں، گائے اور بھینس کے گوشت، ماش کی دال، بینگن اور تیل کی بنی ہوئی اشیا سے پرہیز کرائیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مرض دور ہو جائے گا۔ شیراز دواخانہ میں یہ گولیاں تیار کی جاتی ہیں ۳۶۵ گولیوں کی قیمت ایک سو روپیہ ہے۔ جو مکمل کورس ہے۔

اس مرض کا ایک روحانی علاج بھی ملاحظہ فرمایئے: علاج کرنے والے کے لیے پابند صوم و صلوٰۃ ہونا ازبس ضروری ہے۔ نماز فجر ادا کر کے طلوع آفتاب سے پیشتر باوضو ہو کر درود شریف پڑھتے ہوئے درخت سرو کے پتے توڑ کر محفوظ رکھیں۔ پھر وضو کی حالت میں دس تولہ برگ سرو میں فلفل سیاہ اکیس عدد لے کر صاف ستھرے کونڈے میں ڈال کر خوب رگڑیں۔ جب گولی بنانے کے قابل ہو جائے تو قدرے آب باراں ملا کر ۳، ۳ رتی کی گولیاں بنا لیں اور سائے میں خشک کر کے محفوظ رکھیں۔ جب حاملہ تیسرے ماہ کے شروع میں ہو تو ہر روز صبح کے وقت چالیس یوم تک ایک ایک گولی سرد پانی سے کھائے۔ بچے کی ولادت کے بعد تیسرے روز سے شروع کر کے چالیس یوم تک

ایک ایک گولی ہر صبح تازہ پانی سے کھا کر چھوڑ دے۔ اور ایام رضاعت تک کسی مرض اور پیدائش والے گھر نہ جائے۔ اور نہ ایسے گھروں کا کھانا کھائے۔ انشاء اللہ مرض کا سدِ باب ہو جائے گا۔

مرض اٹھرا کے لیے ایک اور دوائی نسخہ درج ذیل ہے۔ اس نسخہ کو حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۴ جولائی ۱۹۳۸ء کو تجویز فرمایا تھا۔ اس لیے راقم الحروف کو یقین ہے کہ یہ نسخہ روحانی تاثیر کا بھی حامل ہو گیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:-

ھوالشافی: رسونت خالص ۵ تولہ، کتھ ۳ تولہ برگ نیم ۷ تولہ، برگ حنا ۴ تولہ، صندل سرخ ۱ تولہ، صندل سفید ۱ تولہ، خاکہ طباشیر ۵ تولہ، ملٹھی مقشر ۶ تولہ، چاکسو ۹ ماشہ، رتن جوت ۹ ماشہ، دھماں بوٹی ۵ تولہ، تخم شاہترہ ۱ تولہ، آملہ ۱۰ ماشہ، کشنیز خشک ۲½ تولہ، گل ارمنی ۲½ تولہ، گل نیلوفر ۱ تولہ۔

ان سب دواؤں کو کوٹ چھان کر الگ الگ وزن کریں۔ رسونت کو پانی میں حل کر کے صاف کر لیں اور بقدر ضرورت لعاب بہیدانہ میں گھونٹ کر بقدر دانہ نخود گولیاں باندھ لیں۔ جب معلوم ہو کہ امیدواری ہو گئی ہے تو بوقت صبح شروع میں ایک گولی ہمراہ ایک چمچہ روغن زرد خالص یا ہمراہ شیر گاؤ کھلائیں۔ پندرہ دن کے بعد دو گولے کھلائیں تاوضع حمل۔ انشاء اللہ مولود مرض اٹھرا سے محفوظ رہے گا۔ اگر بچہ کو بھی ایک گولی کا پانچواں حصّہ اس کی ماں کے دودھ میں حل کر کے ہفتہ میں دو تین بار دے دیا جائے تو انسب ہے۔ علاوہ ازیں نصف چھٹانک دھماں بوٹی کو مناسب مقدار پانی میں جوش دے کر اور چھان کر اگر اس پانی سے بچہ کو غسل دیا جائے تو انشاء اللہ تعالےٰ بچہ ہر قسم کے پھوڑے پھنسی سے محفوظ رہے گا۔

بقیہ: مجلس ذکر

پورا حصّہ ملے گا۔" (واضح رہے کہ پہلی آیات میں مناسک حج مذکور ہیں)

مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ کی پیدا فرمائی ہوئی نعمتوں سے پورا پورا استفادہ کرنے اور انہیں استعمال میں لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اول تو ایسا ہو سکنا ہی قطعی محال ہے کہ انسان دنیا سے الگ تھلگ ہو کر بیٹھ جائے اور اللہ تعالےٰ کی پیدا فرمائی ہوئی اشیاء میں سے کسی کو استعمال نہ کرے اور زندہ بھی رہے اور دوم ایسی کوشش نامناسب حالات و واقعات کا مقابلہ نہ کر سکنے کا اعتراف اور بے دین قوتوں کے سامنے ہتھیار ڈالنے کے مترادف ہے۔ اس بزدلی اور خوف و ہراس کو حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی صداقت اور قرآن حکیم کی حقانیت پر یقین رکھنے والے انسان کے دل میں جگہ نہیں مل سکتی۔ ایسا ہونا اسلامی تعلیمات اور عقیدۂ جہاد کے سراسر منافی ہوگا لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ۔ اس عافیت کوشی اور رہبانیت کی اسلام میں قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

دنیا آخرت کی کھیتی ہے

دنیا دار العمل اور دار الاسباب ہے یہاں انسان کو اللہ تعالےٰ کی عطا فرمائی ہوئی استعداد اور تمام صلاحیتوں کو برائیوں کے خاتمہ اور بھلائیوں کو اجاگر کرنے میں صرف کرنا چاہیے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اس لیے اگر آخرت کی زندگی میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اچھے نتائج و ثمرات حاصل کرنے اور محرومی و ناکامی سے بچنے کی تمنا ہے تو دنیا کی کھیتی میں اچھا بیج ڈال کر اس کی نشو و نما پر توجہ دو نیکی اور حق تعالےٰ کے حکموں پر ایمان و یقین کا بیج ڈال کر اسے عمل و کردار کا پانی دو۔ ایمان و عمل کے اس پودے کو شیطانی وسوسہ اندازیوں اور نفسانی خواہشات کی خزاؤں سے بچانے کے لیے روح اور قلب و ذہن کو دینی تعلیم سے مسلح کرو پھر مالک یوم الدین کی بارگاہ میں دعا کرو کہ اے یوم جزا کے مالک رب العالمین! ہمیں ہمارے نیک اعمال کی اچھی جزا عطا فرما اور ہمارے ایمان و عمل کے پودے کو بار آور کر دے ؎

از مکافاتِ عمل غافل مشو!
گندم از گندم بروید جو ز جو!

آج لوگ اللہ اللہ کرنے کو مذاق اور زائد از ضرورت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ نفس اور شیطان کے خلاف جہاد ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جہاد اکبر قرار دیا ہے۔ یہ بہت بڑی سعاد

ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو یہاں آ کر دین کی بات سننے اور اپنے نام کا ذکر کرنے کی توفیق بخشی ہے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں نیکی پر قائم رکھے اور حق پر استقامت عطا فرمائے۔

حضرت شیخ التفسیرؒ کا ارشاد

حضرت رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرمایا کرتے تھے اُطْلُبُ الْاِسْتِقَامَةَ وَلَا تَطْلُبُ الْكَرَامَةَ فَاِنَّ الْاِسْتِقَامَةَ فَوْقُ الْكَرَامَةِ۔ یعنی ایمان، عمل صالح اور اس پر استقامت ان کرامات سے کہیں زیادہ بہتر اور اولیٰ ہے جن کے بعض شعبدہ باز طالب ہوتے ہیں۔ کیونکہ استقامت علی الدین اور یادِ الٰہی ہی تمام انبیاء و مرسلین کی تعلیمات کا لبِ لباب ہے۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

بقیہ: کلامِ اقبال اور قرآنِ حکیم

کے لیے اقبال اپنی کم علمی اور بے مائگی کا اعتراف کرتے ہیں لہ اس بات میں مضمر ہے پیش خدمت ہے۔

تو ہے محیطِ بے کراں میں ہوں ذرا سی آب جو

ان مثالوں سے خوب واضح ہو گیا ہو گا کہ اقبال کے کلام میں تصور قرآن کس حد تک نمایاں ہے اور ان کے کلام کے اکثر و بیشتر حصص پر نصوص قرآن کا اطلاق کہاں تک پایا جاتا ہے اس بات کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے جو "رموزِ بے خودی" کے آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

گر دلم آئینہ بے جوہر است
ور بحرفم غیر قرآن مضمر است
روز محشر خوار و رسوا کن مرا
بے نصیب از بوسہ پا کن مرا

بقیہ: ہولناک سانحہ

باہر بتائی جاتی ہے جبکہ دس سالہ لڑکی شمیم اختر موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہے۔

چوہدری ظہور الٰہی عبدالعزیز کے خاندان کی کفالت کرینگے

راولپنڈی۔ قومی اسمبلی کے رکن اور کونسل مسلم لیگ کے رہنما چوہدری ظہور الٰہی نے اعلان کیا ہے کہ وہ عبدالعزیز کے اہل خانہ کے باقی افراد جو زخمی ہیں کی زندگی بھر کفالت کریں گے اور ان کی تمام تعلیم شادی بیاہ اور دوسرے اخراجات اٹھائیں گے۔ انہوں نے آج ایک پریس کانفرنس کے دوران اخباری نمائندوں سے باتیں کرتے ہوئے جو پیان متحدہ جمہوری محاذ کے اجلاس کے سلسلہ میں آئے ہوئے تھے کہا کہ وہ اس کنبہ کو گجرات لے جائیں گے اور ان کے تمام اخراجات پورے کریں گے۔

مراسلات

مسلمانوں کو تبلیغ کرنا حدیث کی رُو سے کیسا ہے؟

(از ماہنامہ نظام کانپور اپریل ۶۴ء ۱۹)

س: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے پاس تبلیغ کے لیے جاتے تھے اور آج کل لوگ مسلمانوں کو تبلیغ کرتے ہیں۔ کیا حدیث سے یہ ثابت ہے کہ حضورؐ نے مسلمانوں میں اس طرح چل کر تبلیغ کی ہے جیسے کہ آج کل تبلیغ کرتے ہیں؟ اس قسم کی روایتیں اگر مشکوٰۃ شریف یا بخاری شریف میں ہوں تو مع باب و صفحہ مطلع فرمائیں۔

ج: کوفہ اور قرقیسیہ میں جماعت صحابہؓ کا تبلیغ کے لیے جانا۔ فتح القدیر ج ۱ ص۳۴ میں مذکور ہے حضرت عمرؓ نے حضرت معقل بن یسارؓ، عبداللہ بن مغفلؓ، عمران بن حصینؓ کی جماعت کو اور عبادہ بن الصامتؓ و ابوالدرداءؓ کی جماعت کو شام بھیجا۔ یہ جماعتیں مسلمانوں کے پاس گئیں۔ ازالۃ الخلفاء ج ۲ ص۵ میں مذکور ہے۔

(مفتی محمد حسن گنگوہی مدظلہٗ)

توبہ کیجیے!

سیلاب تھا یا قہرِ الٰہی، جدھر آیا ادھر گوشۂ زندگی تباہ و برباد کر ڈالا۔ بستیاں صفحۂ ہستی سے معدوم ہو گئیں، اب کھنڈر ہیں اور رونے والا کوئی نہیں۔ مگر یہ گزرتا ہوا سیلاب ہر مقام پر اپنی نشانیاں چھوڑ گیا ہے جن سے برابر ندا آرہی ہے۔

"انسانو! اپنی زندگی کے ہر پہلو پر غور و فکر کرو۔ سوچو، آیا کہ وہ رضائے الٰہی کے انداز پر ہیں یا اپنی مرضی کے مطابق چل رہے ہیں۔ اگر تمہارے افعال اعمال اور کردار انسانیت سے خالی ہیں۔ اخوت، محبت اور خدمتِ خلق کے جذبہ سے سرشار نہیں تو سمجھو کہ مزید آفت آنے والی ہے۔

مسلمانو! توبہ کرو، سچی توبہ۔ اپنے بُرے کاموں پر آنسو بہاؤ، راتوں کے پچھلے پہر اٹھ کر اپنے گناہوں کی معافی مانگو، غلطیوں کا اقرار کرو۔ عمل صالح کا یقین دلاؤ۔ شاید کہ رحیم خدا تمہاری پریشانیاں دیکھ کر تمہیں معاف کر دے اور راہِ مستقیم پر چلنے کی توفیق دے ؎

شاہا ز کرم بر منِ درویش نگر
بر حالِ منِ خستہ و دلریش نگر!
ہر چند نیم لائقِ بخشایشِ تو
بر من نگر بہ کرمِ خویش نگر!

(سالاری پانی پتی)

برما میں ایک بار پھر مسلم کُشی

جیسا کہ ناظرین حضرات کو غالباً معلوم ہے کہ ماضی میں حکومت برما نے ارکانی مسلمانوں پر کس طرح کے ظلم و ستم کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ ارکان میں بی۔ ٹی۔ ایف رجمنٹ درندہ صفت فوجی بھیج کر مسلمانوں کا قتل عام کیا یا اور پردہ نشین مسلم خواتین کو ان شیطان سیرت فوجوں نے اپنی ہوس کا نشانہ بنایا۔ ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں کو پاکستان کی طرف دھکیل دیا جو کہ آج پاکستان، دوبئی، عدن، عمان، سعودیہ عرب، اعراق وغیرہ ملکوں میں کس مپرسی کے عالم میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اسی طرح مطلق العنان حکومت برما اپنی سابقہ روایات برقرار رکھتے ہوئے حال ہی میں سات مہینے کے لیے خصوصاً ارکان کے شمال مغربی شہر بوتھیڈنگ اور منگڈو کے علاقے کے واسطے ۵۰۰ ملٹری مین بھیج دیا جس نے اس وقت قتل و غارت گری کا ایک طوفان کھڑا کر دیا۔ اور ہماری ماؤں بہنوں کی عصمت دری شروع کر دی چنانچہ شہر بوتھیڈنگ کے جنوبی علاقہ میں قصبہ راجبیل کے چھ بااثر و ذی رسوخ مسلمانوں کو صرف اس قصور پر ان ظالم فوجوں نے گولی کا نشانہ بنا کر ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا کہ جس وقت یہ فوجی جوان بستی کی مسلمان خواتین کی عصمت لوٹنے جاتے تھے تو یہ شہیدان صرف زبانی گفتگو میں ان کے آڑے آتے تھے۔ اور برمی زبان میں ان کو سمجھانے کی کوشش کرتے تھے۔ خدا کے ان دشمنوں نے اس بنا پر ان غریب نہتے مسلمانوں پر گولی چلادی اور اپنی خواہشات کی تکمیل ظلم و جور کے لیے میدان صاف کر دیا۔

دوسرا واقعہ لیجئے۔ شہر منگڈو کے شمالی علاقہ میں بغاوت کا الزام دے کر پندرہ مسلمانوں کو گولی سے شہید کر دیا۔ جن میں ایک نہایت شیریں بیان مبلغ عالم دین مسمّی مولانا محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب شہیدانِ اسلام کو غریقِ رحمت کرے۔

"خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را"

پاکستان کے غیور مسلمانو، سیاستدانو اور ممبران نیشنل اسمبلی اور حکمرانوں سے خصوصاً عالم اسلام کے حکمرانوں اور مسلمانوں سے عموماً ہم پرزور اپیل کرتے ہیں کہ آپ حکومت برما کے خلاف اپنے اثر و رسوخ کو بروئے کار لائیں اور اپنے اپنے ردِ عمل کے اظہار سے برما و ارکان کے نہتے کسمپرس بے بس مسلمانوں کی حالت زار پر ترس کھائیں۔ ورنہ آپ کو عنداللہ جواب دہ ہونا پڑے گا۔

مولانا لال حسین اختر کی وفات پر قادیانیوں کی مبالغہ انگیزی

تحریر:- حافظ مشتاق احمد لدھیانوی،

قادیانی ماہنامے الفرقان ربوہ، جولائی ۷۳ء میں دو مقامات پر مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر" کا نام نامی اسم گرامی لکھ کر قادیانیوں نے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں۔ ایک جگہ صفحہ ۲۱ پر لاہوری جماعت کے سیکرٹری منظور الٰہی کا ایک اعلان درج ہے جس میں مولانا مرحوم پر انجمن کے روپے سے کسی کی تجارت کرنے کا الزام ہے۔ دوست محمد شاہد قادیانی لکھتا ہے کہ اس الزام کی مولانا مرحوم نے کبھی تردید نہ کی۔ مولانا مرحوم نے اس لغو الزام کی کئی بار تردید کی اور کئی محفلوں میں بتایا کہ ان کی جماعت چھوڑنے کی وجہ مرزائیت کا مکروہ چہرہ اور اس کی شرمناک اور اسلام دشمن کارنامے تھے اور ابھی بے شمار لوگ اس امر کی تائید کرنے والے زندہ موجود ہیں۔ یہ قادیانی خلیفہ مرزا محمود ہی تھے جس کی تقدیس کے نقاب کو ان کے مریدوں نے نوچ ڈالا۔ اور عدالت عالیہ میں ان کے زنا کار ہونے کے حلفیہ بیانات دیئے۔ لیکن میاں محمود کو زندگی کے آخری سانس تک اس کی تردید کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

قادیانی ماہنامے نے صفحہ ۴۶ پر موقر ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مولانا مرحوم گرنے کی وجہ سے چوٹ اور ایک حادثہ کی وجہ سے علیل رہ کر وفات پا گئے اس پر الفرقان اپنا حاشیہ جماتا ہے۔

"موت ہر انسان کے لیے مقدر ہے مگر کیا اچھا ہوتا کہ گرنے کی وجہ سے چوٹ اور ایک حادثے کا شکار کی وضاحت کر دی جاتی"۔

اس میں کوئی وضاحت طلب امر نہیں۔ مدیر الفرقان نے شاید بلا واسطہ طور پر یہ کہنے کی کوشش کی ہے کہ مولانا مرحوم کی وفات مرزائیت کی مخالفت کی وجہ سے ایک "نشان" کے طور پر ہوئی۔ جیسا کہ عام مرزائی اپنی نجی محفلوں میں کہہ دیتے ہیں کہ فلاں شخص کی بیماری مرزا قادیانی کی بددعا کی وجہ سے ہوئی اور فلاں کی وفات مرزا محمود کی مخالفت کا نتیجہ تھی۔ الفرقان نے مولانا مرحوم سے اپنی ازلی عداوت اور دشمنی کا اس انداز سے ان کے وصال کے بعد ذکر کر کے ہمیں مجبور کر دیا ہے کہ ہم اس کے سامنے مرزا محمود کی عبرت ناک انجام کا اجمالی ذکر کریں۔ ویسے تو ہم مرزا قادیانی اور ان کے مریدوں نور الدین، عبد الکریم، سرور شاہ، مفتی صادق اور خاندان نبوت کے افراد کے بارے میں بھی کئی باتیں درج کر سکتے ہیں۔ لیکن سردست مرزا محمود کی وفات کا ذکر کرتے ہیں۔

مرزا محمود دس سال تک بیمار رہے اور قادیانی اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کی کیا حالت تھی۔ فالج نے ان کو بے حس اور ناکارہ کر دیا تھا۔ ان کا جسم گلنے کے علاوہ سکڑ کر چھوٹا ہو گیا تھا۔ فالج کو ان کے والد مرزا قادیانی نے "دکھ کی مار" اور "خبیث مرض" قرار دیا تھا جس میں ان کے فرزند ارجمند مبتلا ہوئے اور عذاب الٰہی کا دنیا میں مزا چکھنے کے بعد فوت ہوئے۔ ان کی حواس باختگی کا یہ عالم تھا کہ فرماتے مجھے قادیان بہشتی مقبرے چلو اور پھر جس طرح بچوں کو بہلایا جاتا ہے اس طرح فرضی کیتہ لگا کر انہیں کہا جاتا کہ یہ قادیان ہے۔ آپ کبھی ہنس دیتے اور کبھی رونے لگتے۔ ان کے فرزند ڈاکٹر مرزا منور احمد کی رپورٹ ملاحظہ ہو۔

"اعصابی بے چینی بصورت نسیان اور جذبات کی شدت یعنی رقت جو مقدس ہستیوں یا مقدس مقامات کے ذکر پر عموماً پیدا ہو جاتی ہیں۔ کم و بیش جاری ہے۔ چند دن ان علامتوں میں قدرے فرق محسوس ہوتا ہے تو پھر چند دن زیادتی معلوم دیتی ہے اور اس طرح یہ سلسلہ چلا جاتا ہے۔ لیٹے رہنے کے باعث ٹانگوں میں کھچاوٹ اور اکڑاؤ بھی بدستور ہے کوئی ممکن کوشش حضور کو چلانے کی کامیاب نہیں ہو رہی۔ سابقہ ڈاکٹروں کے علاوہ اس عرصہ میں جرمن کے مشہور ڈاکٹر پروفیسر پیلے سے مشورہ کر کے ان کا علاج بھی کیا گیا مگر اس سے بھی ابھی تک کوئی فرق محسوس نہیں ہو رہا۔ اسی طرح جاپان کے ایک ماہر ڈاکٹر کو بھی اس سلسلہ میں مشورہ کے لیے لکھا ہے مگر ان کی طرف سے ابھی تک کوئی جواب موصول نہیں ہوا"۔

الفرقان نے اپنی روش نہ بدلی تو ہم مرزا محمود کی وفات کی وہ داستان منظر عام پر لانے پر مجبور ہوں گے جو ربوے کے چیدہ چیدہ افراد کو ہی معلوم ہے۔ الفرقان کو مجاہدین ختم نبوت کے بارے میں کچھ لکھنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لینی چاہیئے اور بلا وجہ مغالطہ انگیزی پھیلانے سے احتراز کرنا چاہیئے۔ ٭

بقیہ: سائنس اور نبوت

کے مشاہدے سے ہے۔ بلکہ یہ تو اصل کائنات کا ایک حقیر ذرہ ہے اور اس ایک ذرہ کی حقیقت کا بھی ایک ذرہ آج تک ان پر منکشف نہیں ہوا، اگر اصل کائنات اور پھر کائنات سے آگے خالق کائنات کا راز ان پر کھل جائے تو انہیں معلوم ہو جائے کہ کھربوں ڈالر خرچ کر کے چاند سے چار سیر مٹی لے آنا ترقی کی علامت نہیں بلکہ سفاہت و کم عقلی کا نشان ہے دامن نبوت سے کٹ کر سائنس کی اس "سفیہانہ محنت" نے انسانیت کو بے قراری و بے چینی اور کرب و اضطراب کا "تحفہ" عطا کیا اور اس بے چینی کی وقتی تسکین کے لیے مختلف قسم کی مصنوعی تفریحات اور منشیات کا نسخہ تجویز کیا۔ آج کا مفلوج انسان جن اخلاقی، روحانی، نفسیاتی اور جسمانی امراض کا تختۂ مشق بن کر رہ گیا ہے اہل عقل کو تجزیہ کرنا چاہیئے کہ ان میں "سائنسی ترقی" کا حصہ کتنا ہے؟ راقم الحروف کا ایمان ہے کہ جب تک سائنس کی تگ و دو نبوت کے تابع نہیں ہو جاتی، جب تک سائنس کا رخ دنیا سے آخرت کی طرف نہیں مڑ جاتا اور جب تک سائنسدان انبیاء کرام کے سامنے اپنے علمی عجز کا اعتراف نہیں کرتے تب تک سائنس ملحد رہے گی اور اس کا سارا ترقیاتی کارنامہ انسانیت کی ہلاکت اور بربادی کے کام آئے گا۔ رہا یہ سوال کہ کیا سائنس کو نبوت کے دامن سے وابستہ کرنا ممکن ہے؟ اس کا جواب مسلم سائنسدانوں کی جرأت و ہمت اور فہم و تدبر کا منتظر ہے۔

سائنس کے جدید ترین نظریات نے کٹر سے کٹر دہریت نواز سائنسدانوں کو بھی "وجود خدا" کے اعتراف پر مجبور کر دیا ہے (اگرچہ وہ اتنی جرأت نہیں رکھتے کہ کھل کر اس کا اعلان کریں) مگر یہ کبھی بھولنا نہیں چاہیئے کہ صرف "وجود خدا" کا مبہم تصور رہبریت کے بار گزیدوں کا تریاق نہیں ہے، نہ محض اس تصور سے ایک آدمی "خدا پرست" کہلانے کا مستحق قرار پاتا ہے بلکہ اسے یقین و ایمان کی روشنی میں اس سے آگے کے مراحل طے کرنا ہوں گے، یعنی خدا کے صفات کیا ہیں؟ اس عالم کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟ اس نے انسان کی اچھائی اور برائی کے کیا معیار تجویز کیے ہیں۔

بقیہ: علماء کرام اور آزادی

بھی شریک تھی۔ جب شفیع لیگ اور مسلم لیگ میں اتحاد ہو گیا تو یہی فارمولا مسٹر جناح کے چودہ نکات کے نام سے مشہور ہوا۔ جس کو گول میز کانفرنس کے مسلم نمائندے اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے دستور حکومت ہند میں شامل نہ کرا سکے۔

کانگرس کے مقابلہ پر جمعیۃ علماء نے ایک بہتر متبادل دستوری فارمولا تیار کر کے شائع کیا اور گول میز کانفرنس کے مسلم نمائندوں کے پاس بھیج کر ان سے مطالبہ کیا کہ وہ اس کو دستور حکومت میں شامل کرائیں۔ مگر افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا۔ شدھی اور سنگھٹن کے موقعہ پر جمعیۃ علماء نے تبلیغ کے ذریعے ہزاروں مسلمانوں کو ارتداد سے بچا لیا۔ اور ہزاروں کو مشرف باسلام کیا۔ ہندو مسلم فساد، ودیا مندر تعلیمی سکیم اردو ہندی جھگڑے شاردا ایکٹ وقف ایکٹ، حج ایکٹ، غرضیکہ وہ تمام مذہبی، قومی اور وطنی مسائل جو سنہ ۱۹۲۰ء سے اب تک پیدا ہوئے جمعیۃ علماء نے اس میں بہت بڑا حصہ لیا۔ اور بعض مسائل کو بلا شرکت غیرے انجام دیا۔

اخبار و افکار

اخبارات کی خبروں کے تراشے

مختلف مذاہب کے مابین شادیاں خلاف اسلام نہیں (سوہارتو)

جکارتہ ۲۹ر اگست۔ (رائٹر) انڈونیشیا کے صدر سوہارتو نے مختلف مذاہب کے پیروکاروں کے مابین شادیوں کی اجازت سے متعلق مسودہ قانون پر علماء کے اس اعتراض کو مسترد کر دیا ہے کہ یہ قانون غیر اسلامی ہے۔ معراج النبی ﷺ کی ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میں آئندہ جمعہ تک صحیح صورتِ حال کی وضاحت کر دوں گا۔ انہوں نے علماء پر زور دیا کہ وہ مسودہ قانون پر تنقید سے گریز کریں جو پارلیمنٹ کو پیش کر دیا گیا ہے۔ دریں اثنا انڈونیشیا کے ایک جید عالم ایچ ایم سالس نے حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ اس مسودہ قانون کو مسترد کر دے کیونکہ اس سے اسلامی شعائر کی نفی ہو گی۔ اور دہریوں کے ساتھ شادی بھی جائز قرار پاسکے گی۔ ایک اور عالم مسٹر حمتو نے ایک بیان میں واضح کیا ہے کہ اگر پارلیمنٹ نے اس غیر اسلامی بل کو پاس کیا تو مسلمان اس کی پابندی نہیں کریں گے۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور — ۳۰ر اگست ۱۹۷۳ء

غیر جانبداری کے دعویدار بعض ممالک

بڑی طاقتوں کے ایجنٹ بن چکے ہیں

الجزیرہ میں غیر جانب دار ملکوں کے سربراہوں کی کانفرنس بڑی طاقتوں کی بالادستی ختم کرنے کے بارے میں بہت بڑی توقعات اور عزائم کے ساتھ شروع ہو گئی ہے لیکن اس میں ایک اہم مسئلہ یہ پیدا ہو گیا ہے کہ لفظ "غیر جانب دار" کی واضح تشریح کی جائے۔ کیونکہ کانفرنس میں شریک بہت سے ممالک کی غیر جانبداری مشکوک ہے اور وہ کسی نہ کسی بڑی طاقت کے ساتھ فوجی معاہدوں میں منسلک ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ کانفرنس میں وہ انہی طاقتوں کے ایجنٹ بن کر آئے ہیں۔

اس صورتِ حال کی طرف لیبیا نے توجہ دلائی ہے اور لیبیا کے صدر معمر القذافی نے الجزائر کانفرنس میں غیر جانبدار کی واضح تعریف کا مطالبہ کر دیا ہے۔ صدر قذافی اور ان کے وفد کے دوسرے ارکان کا کہنا ہے کہ چونکہ غیر جانب دار ملکوں کی سربراہ کانفرنس بارہ سال بعد منعقد ہو رہی ہے اس دوران بہت سے ملکوں کی خارجہ پالیسی میں زبردست تبدیلی آچکی ہے۔ اور بیشتر ملک ایسے ہیں جن کی وفاداریاں کسی نہ کسی بڑی طاقت کے ساتھ ہیں۔ انہوں نے کہا۔ کئی ملکوں نے بڑی طاقتوں سے فوجی معاہدے کر رکھے ہیں اور ان کی غیر جانبداری مشکوک ہے۔ اس طرح یہ ملک الجزائر کانفرنس میں مخصوص بڑی طاقتوں کے ایجنٹ کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ لیبیا کی اس تحریک کی حمایت کانفرنس میں شریک کئی اور ممالک بھی کر رہے ہیں۔ ان میں کئی چھوٹے اور غریب ملک بھی شامل ہیں جو غیر جانب دار ملکوں کے روایتی نام نہاد لیڈروں کی اجارہ داری توڑنے کا تہیہ کر چکے ہیں۔

عازمینِ حج کا کوئی قافلہ ۲۵ر دسمبر کے بعد سعودی

عرب میں داخل نہیں ہو سکے گا

کار کے ذریعے کار کا مالک اور اس کے کنبہ کے افراد سفر کر سکیں گے

اسلام آباد ۔ ۴ر ستمبر۔ پاکستان سے خشکی کے راستے حج پر جانے والے عازمین کے آخری دو قافلے اس سال ۲۸ر نومبر کو روانہ ہو جائیں گے۔ یہ قافلے اس روز کوئٹہ اور پشاور سے روانہ ہوں گے اور ۱۱ اور ۱۲ر دسمبر کو سعودی عرب کی سرحد پر پہنچ جائیں گے۔ اس تاریخ کے بعد کوئی قافلہ روانہ نہیں ہو گا۔ کیونکہ سعودی عرب کی سرحدیں یکم ذوالحجہ کو بند کر دی جائیں گی۔ خیال ہے کہ ذوالحجہ کا چاند ۲۵ر دسمبر کو نظر آئے گا۔ سعودی عرب کی حکومت نے تمام متعلقہ حکومتوں کو اس فیصلے سے آگاہ کر دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ پابندیاں اگرچہ ہر سال عاید کی جاتی ہیں۔ لیکن اس سال ان پر سختی سے عملدرآمد کیا جائے گا۔

سرکاری اعلان کے مطابق خشکی کے راستے سفرِ حج پر جانے والے عازمین کو چاہیئے کہ وہ اپنی سہولت کے لیے اپنا روانگی کا پروگرام اس طرح مرتب کریں۔ کہ سعودی عرب کی سرحد پر مقررہ تاریخ سے کافی عرصہ پہلے پہنچ سکیں۔ اس سلسلہ میں راستے میں پیش آنے والی دشواریوں کو بھی مدنظر رکھا جائے جن میں مختلف ممالک میں خراب موسم یا گاڑی کی خرابی کی وجہ سے بھی دشواری پیش آسکتی ہے جو لوگ اپنی گاڑیوں میں سفرِ حج پر جانا چاہتے ہوں۔ انہیں بھی اپنا پروگرام اس طرح ترتیب دینا چاہیئے۔ کہ وہ مقررہ تاریخ سے کافی عرصہ پہلے سعودی عرب پہنچ جائیں۔ صرف پانچ یا اس سے کم نشستوں والی کار کے ذریعے پرائیویٹ سفرِ حج کی اجازت ہو گی اور اس میں صرف کار کے مالک کے افراد کنبہ ہی سفر کر سکیں گے۔ کسی شخص سے کرایہ وصول کر کے اسے اپنی گاڑی پر حج پر لے جانے کی اجازت نہیں ہو گی۔ اس کے علاوہ کسی بڑی کار، سٹیشن ویگن یا مائیکروبس کے ذریعے پرائیویٹ طور پر سفرِ حج پر جانے کی اجازت نہیں ہو گی۔ ایسے عازمین حج کو پاسپورٹ ویزا، این او سی ایکسپورٹ اور ری امپورٹ پرمٹ انٹرنیشنل ڈرائیونگ لائسنس اور زرمبادلہ کے لوازمات خود پورے کرنا ہوں گے۔ سعودی عرب کی حکومت نے ہدایت کی ہے کہ خشکی کے راستے آنے والے عازمین حج کو اپنے ویزے پاکستان سے حاصل کرنے چاہئیں راستے میں کسی دوسرے ملک یا سعودی عرب کی سرحدی چوکی سے ویزا جاری نہیں کیا جائے گا۔ جن لوگوں کے پاس باقاعدہ پاسپورٹ یا ویزا نہیں ہو گا۔ انہیں سرحدی چوکی سے اسی ٹرانسپورٹ سے لوٹا دیا جائے گا۔

خالد جرار

حافظ نور محمد انور

چرخِ دیں کے مہرِ تاباں خالدِ جرار ہیں
رتبہ و عظمت میں ذی شاں خالدِ جرار ہیں

اشجعِ عالم بھی ہیں وہ فاتحِ اعظم بھی ہیں
دین کے لشکر کے سلطاں خالدِ جرار ہیں

جن کے دم سے پہلوانانِ جہاں لرزاں رہے
وہ مجاہد شیرِ یزداں خالدِ جرار ہیں

جن کے زریں کارنامے دہر میں مشہور ہیں
وہ مطیعِ حکمِ رحماں خالدِ جرار ہیں

کر دیا جس نے صفایا دشمنانِ دین کا
وہ خدائی تیغِ براں خالدِ جرار ہیں

قائدِ بے مثل و بطلِ بے نظیر و مردِ حق
قابلِ صد رشکِ انساں خالدِ جرار ہیں

عزمِ کامل سے جہاں میں دین کی عظمت کا چراغ
کر دیا جس نے فروزاں خالدِ جرار ہیں

مرقدِ خالدؓ پہ انور رحمتوں کا ہو نزول
جس نے سکھلائے جہادِ زندگانی کے اصول

بقیہ: مراسلات

امن و سکون کی دعوے دار دنیا کی بڑی طاقتوں سے ہم پوچھتے ہیں کہ کیا حکومت برما کی یہ ظالمانہ روش انسانی ہمدردی کے خلاف نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے اور یقیناً ہو گا تو کیا اس کی روک تھام بڑی طاقتوں کی ذمہ داری نہیں؟

محمد امین الحق اشرفی برمی - فیڈرل بی ایریا کراچی ۳۸

ہمارے دینی مدارس اور ہمارا فریضہ

آج ہم جس اخلاقی انحطاط اور دین سے بیگانگی کے دور سے گزر رہے ہیں اس میں دین کے لیے فکر کرنے اور اپنے اور اپنی اولاد کو اسلامی تعلیمات کا پابند رکھنے کا مسئلہ بڑا پیچیدہ ہو گیا ہے۔ اس دور میں ہمارے دینی مدارس، دین کا درد رکھنے والوں کی امیدوں کا بہت بڑا سہارا ہیں۔ عوام کا فرض ہے کہ ملک کے تمام دینی مدارس کی دل کھول کر امداد کریں اور اپنے بال بچوں کو دنیاوی علوم و فنون کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی دلائیں۔ میں اپنے محبوب دینی ہفتہ وار جریدہ خدام الدین کی وساطت سے اپنے شہر چنیوٹ کے عوام سے خصوصی طور پر اپیل کرتا ہوں کہ ہمارے شہر میں مدرسہ جامع عربیہ، مدرسہ احیاء العلوم، مدرسہ فتح العلوم، مدرسہ اشرف العلوم، مدرسہ رحمانیہ، مدرسہ فیض العلوم اور مدرسہ دار الرحمت میں اپنے بچوں کو بھیجیں اور دینی مدارس کے منتظمین سے پرخلوص تعاون کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دین کی خدمت کرنے اور دین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

الاحقر شبیر زمان عفی عنہ ایجنٹ ہفت روزہ خدام الدین
مدرسہ دار الرحمت چوکی روڈ، چنیوٹ

بدلِ اشتراک

سالانہ ...... ۱۸ روپے
ششماہی ...... ۱۰ روپے
سہ ماہی ...... ۵ روپے

اقبالِ جرم

لال دین اخگر بی اے، بی ٹی

الٰہی اپنے ظلم و جور کا اقرار کرتا ہوں
ترے در پہ بصد گریہ میں استغفار کرتا ہوں
خطا پوشی ترا شیوہ، خطا کاری مری عادت
دعا ہے اب چھپا لے اپنے دامن میں تری رحمت
سیاہ کاروں کو آخر تیری بخشش کا سہارا ہے
جہنم میں ترے بندے ہوں، کب تجھ کو گوارا ہے؟
نہیں ہوں، میں نہیں ہوں، تیرے شب بیدار بندوں میں
میں غافل ہوں، نہیں گنتی مری ہشیار بندوں میں
مگر تیرے سوا میرا نہیں حاجت روا کوئی
میں گردابِ بلا میں ہوں، نہیں مشکل کشا کوئی
مرے شام و سحر گزرے سدا غفلت شعاری میں
تمرد میں، ہوا و حرص میں، دولت شماری میں
مگر ہر حال میں نظریں رہی ہیں تیری رحمت پر
ترے محبوب کی حسنِ مروت اور شفاعت پر
خداوندا! عبادت کی مجھے توفیق ارزاں کر
مرے ظلمت کدے کو اب چراغاں کر، فروزاں کر

مشاہداتِ حجاز

سرزمین عرب میں پاکستان کے مسائل اور اس کے موقف کی وضاحت کے لیے اردو یا انگریزی زبان میں مستقلاً ایسا کوئی انتظام نہیں ہے جس کے ذریعے پاکستان کے بارے میں لوگوں کو تازہ ترین معلومات فراہم کی جا سکیں۔ حتیٰ کہ پاکستان کی نمائندگی کے فرائض سفیر کے بجائے ناظم الامور کے سپرد تھی۔ اب وہاں جناب سیف الرحمٰن کیانی کو مستقل طور سے سفیر بنا کر بھیجا گیا ہے وہاں پر ان دنوں نہ تو عربی زبان سے کماحقہ واقف کوئی شخص مقرر ہے اور نہ ہی عربی انگریزی اردو مختلف زبانوں میں ایسا کوئی لٹریچر شائع ہوتا ہے جس کے ذریعے پاکستان کے مسائل اور اس کے بارے میں تازہ ترین صورتِ حال سے عرب دنیا کو اور وہاں پر مقیم پاکستانی باشندوں کو آگاہ کیا جا سکے۔

باقی صفحہ سات پر